جمادی الاولیٰ ۱۴۴۶ھ نومبر ۲۰۲۴ء
NOVEMBER-2024 Rs. 30/-
جانشین تاج الشریعہ مفتی محمد عسجد رضا خان قادری نوری بریلوی
مدیر اعلیٰ
مدظلہ العالی
مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان
ماہنامہ سنی دنیا
بریلی شریف
MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF
لاقانونیت کی طرف بڑھتا ہندوستان
جارحانہ قوم پرستی! اسباب ووجوہات
مسلک اعلیٰ حضرت! اہل سنت کی شناخت ہے
برائیوں کے انسداد میں علما کا کردار
مسافرو! روش کارواں بدل ڈالو
بڑھتا ارتداد! اسباب وتدارک
مسلم لڑکیاں دینی تعلیمات سے دور
حضور غوث اعظم اور احیائے دین متین
برہان ملت! حیات مبارکہ کے چند روشن اوراق
امام العلما اور تحفظ ختم نبوت
حجۃ الاسلام اور تحفظ ختم نبوت
تسبیح ربانی اور تحقیق طوفانی
حدیث ''لامھدی الاعیسی بن مریم'' کا تنقیدی جائزہ
مدیر: مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

بیادگار
امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خاں قادری بریلوی، اعلیحضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی،
مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری بریلوی، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین
بانی و سرپرست روحانی
وارث علوم اعلیٰ حضرت عکس حجۃ الاسلام ثانی
مفتی اعظم نور دیدۂ مفسر اعظم تاج الشریعہ
بدر الطریقہ حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد اختر رضا
خان قادری ازہری بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ
سرپرست و مدیر اعلیٰ
نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادہ و جانشین تاج الشریعہ
قاضی القضاۃ فی الہند پیر طریقت رہبر شریعت
قائد ملت حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد عسجد رضا
خان قادری نوری بریلوی
مدظلہ العالی
مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان
ماہنامہ سنی دنیا
بریلی شریف
MAHNAMA SUNNI DUNIYA
مدیر: مولانا محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی
شمارہ نمبر ۱۱
Issue No. 11
Vol. 9 جلد نمبر ۹
۱۴۴۶ھ
جمادی الاولیٰ
نومبر ۲۰۲۴ء
تزئین کار
عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)
آئی ٹی ہیڈ: جامعۃ الرضا
محمد تمہید خان عرشی
فائزہ پرنٹرس، حامدی مارکیٹ
قیمت فی شمارہ: ۳۰ روپے
سالانہ ۳۵۰ روپے سادہ ڈاک سے
سالانہ ۶۰۰ روپے رجسٹرڈ ڈاک سے
پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے ۱۲۰۰ روپے
امریکہ اور دیگر ممالک سے ۳۵ امریکی ڈالر
انتباہ
کسی بھی طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف بریلی شریف کے کورٹ میں قابل سماعت ہوگی، مضمون نگار اور اہل قلم کی آرا سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔
نوٹ
قارئین کرام رسالہ سے متعلق کسی بھی طرح کی شکایت یا معلومات کے لئے صبح ۹ بجے سے دوپہر ۲ بجے تک موبائل نمبر 8755096981 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔
ہدایت
اہل قلم حضرات اور شعرائے اسلام سے التماس ہے کہ اپنے کمپوز شدہ مضامین و منظومات کی ان پیج یا ڈوک فائل رسالہ کی ای میل آئی ڈی پر بھی بھیج سکتے ہیں۔
رابطہ کا پتہ
ماہنامہ سنی دنیا
۸۲/سوداگران، درگاہ اعلیٰ حضرت
بریلی شریف پن نمبر ۲۴۳۰۰۳
Email:
sunniduniya@aalaahazrat.com
nashtarfaruqui@gmail.com
atiqahmad@aalaahazrat.com
Visit Us:
www.sunniduniya.com
www.aalaahazrat.com
www.cisjamiaturraza.ac.in
Contact Address
MAHNAMA SUNNI DUNIYA
82-Saudagran, Dargah Aalahazrat
Bareilly Sharif (U.P.) Pin - 243003
Contact Numbers
0581-2458543, 2472166, 3291453
ایڈیٹر، پبلیشر، پرنٹر اور پروپرائٹر مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری نے فائزہ پرنٹرس بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲/سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی سے شائع کیا۔
Editor, Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Opp. Lala Kashinath Jewelers, Hamidi Complex, Gali Wazeer Ali, Bara Bazar, Bareilly, Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Shareef (U.P.)

اس شمارے میں

مشمولات

مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

لاقانونیت کی طرف بڑھتا ہندوستان

اداریہ

ہندوستان صدیوں سے مختلف ادیان و مذاہب کے پیروکاروں کا مسکن رہا ہے، یہاں سبھی لوگ اپنے دین و مذہب پر قائم رہتے ہوئے ایک دوسرے سے مل جل کر رہتے چلے آرہے ہیں، ایک دوسرے کے مذہبی معاملات میں مداخلت سے گریز کرتے رہے ہیں اور ہر ایک بلا کسی روک ٹوک کے اپنے مذہبی رسوم کی ادائیگی کا عمل انجام دیتا رہا ہے، لیکن ادھر چند سالوں سے زمام حکومت ہمیشہ اپنے ہاتھ میں رکھنے کے گھٹیا منصوبے کے تحت بی جے پی عوام کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے نفرت کا زہر گھولنے میں لگی ہوئی ہے، لوگ آپس میں لڑتے مرتے رہیں اور یہ حکومت کا آنند اٹھاتی رہے، اس کے لئے بی جے پی ''سام، دام، دنڈ، بھید'' کسی بھی حد تک جانے کو ہمہ وقت تیار نظر آتی ہے، بلکہ بی جے پی میں تو مسلمانوں کے خلاف جو جتنا زیادہ زہر اگلتا ہے اسے اتنا ہی بڑا عہدہ دیا جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اس پارٹی کے نیتاؤں میں مسلمانوں کے خلاف زیادہ سے زیادہ زہر اگلنے کی ہوڑ لگی ہوئی ہے، ویسے بی جے پی تو عام ہندوستانیوں کو بھی آپس میں لڑانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی، خواہ وہ سکھ ہوں، عیسائی ہوں، یا مسلمان! ہندوؤں سے لڑانے کے نت نئے حیلے بہانے تلاش کرتی رہتی ہے، یہاں تک کہ دلتوں کو بھی نہیں بخشتی، جنھیں وہ مسلمانوں سے لڑانے کے لئے ہندو مان لیتی ہے لیکن جیسے ہی "کام" ہوجاتا ہے انھیں ایسا ''اچھوت'' بنا دیتی ہے کہ مندروں میں پوجا کرنے تک پر بھی سزا دی جاتی ہے اور ''نیچ'' تو ایسا بنا دیتی ہے کہ یہ بے چارے گھوڑے پر چڑھ کر اپنی شادی تک نہیں کرسکتے، کوئی دلت ان کے سامنے کرسی پر نہیں بیٹھ سکتا۔

خیر! یہ بی جے پی کا ہی ''کارنامہ'' ہے کہ اس وقت وطن عزیز میں مسلمانوں سے نفرت و عداوت بام عروج پر ہے اور جو جہاں ہے وہ اپنے اظہار نفرت و عداوت کے لئے مکمل آزاد اور بے خوف ہے، حکومت ہر حال میں اس کے ساتھ کھڑی ہے، مسلمان جرم کرے تو مجرم ہے ہی، نہ کرے تو بھی مجرم ہے گویا اس کا مسلمان ہونا ہی گناہ ہے، مسلمان قدم قدم پر اس نفرت و عداوت کا شکار ہورہے ہیں، خواہ وہ ریڑی اور ٹھیلہ والے ہوں یا ڈاکٹر و انجینئر! مضحکہ خیز اور تشویشناک صورت حال یہ ہے کہ اب مسلمانوں کی جانچ پڑتال کرنے یا انھیں سزا دینے کے لئے کسی کورٹ کچہری یا تھانہ پولیس کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ کوئی بھی ایرا غیرا، غنڈہ موالی بھگوا ڈال کر یہ اہم کام انجام دے سکتا ہے، بس اس کا ہندو ہونا کافی ہے، یہاں اس پر ''قانون اپنے ہاتھ میں لینے'' کا کوئی چارج بھی نہیں لگتا بلکہ الٹا اسے ''ہیرو'' بنا دیا جاتا ہے، اس طرح کل تک پولیس سے بھاگنے والا غنڈہ موالی ''بھگوا دھار کر غنڈہ گردی'' کرنے پر ''دھرم رکشک'' اور ''راشٹر وادی'' بن کر پولیس پر بھی رعب جھاڑتا نظر آتا ہے۔

مسجدوں پر بھگوا جھنڈا لہرانے کا نیا ٹرینڈ

ہندوستان میں سبھی دین و مذہب کے ماننے والوں کو اپنے مذہبی جلسے کرنے اور جلوس نکالنے کا مکمل حق حاصل ہے، ہندو مسلم، سکھ عیسائی اور دیگر سبھی مذاہب کے پیروکار اپنے مذہبی جلسے جلوس نکالتے بھی ہیں، جن میں وہ اپنے مذہبی رہنماؤں کی تعریف و توصیف اور ان کے فضائل و کمالات بیان کرتے ہیں، ان پر کبھی کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہوا، لیکن اب حالیہ دنوں میں نکلنے والے ہندوؤں کے جلوس اور کانوڑ یاترا کا یہ ٹرینڈ بنتا جارہا ہے کہ وہ اس میں اپنے دیوی دیتاؤں کی تعریف و توصیف کم مسلمانوں کو گالیاں زیادہ دیتے نظر آرہے ہیں ''ملّے کاٹے جائیں گے، ٹوپی والا بھی رام رام کہے گا، گولی مارو سالوں کو، ملّوں پاکستان جاؤ'' اور نہ معلوم کیسے کیسے بھونڈے، شرمناک

اور بھڑکاؤ نعرے لگاتے ہیں، مسجدوں، مدرسوں، خانقاہوں اور مزارات کے سامنے کھڑے ہوکر ناچتے گاتے اور ہڑدنگ کرتے نظر آتے ہیں، ان پر تیر اور توپ چلا کر اڑانے کا اشارہ کرتے ہیں، ان پر رنگ وگلال پھینکتے ہیں، مسجدوں اور مسلمانوں کے گھروں پر چڑھ کر بھگوا جھنڈا لہراتے ہیں اور فخریہ طور پر اپنی بہادری کا اظہار کرتے ہیں جبکہ جلوس میں شامل دوسرے لوگ ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں جیسے انھوں نے کوئی بڑا کارنامہ سر انجام دیا ہو، پولیس ایسے موقعوں پر صرف یہ دیکھتی ہے کہ ان دہشت گردوں کے ذریعہ قانون کی دھجیاں اڑانے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو، بہرائچ کا یک طرفہ دنگا اسی ٹرینڈ کی پیداوار ہے، ابھی چند دنوں قبل مظفر پور اور بھاگل پور میں بھی مسجدوں پر بھگوا جھنڈا لہرانے کا شرمناک واقعہ دوہرایا گیا ہے۔

جلسے جلوس سکھ، عیسائی اور مسلمانوں کے بھی ہوتے ہیں، لیکن ان میں سے کسی کے بھی جلوس میں ہندوؤں یا ان کے دھرم کو ٹارگیٹ نہیں کیا جاتا، یہی وجہ ہے کہ ان کے بڑے بڑے جلوس ہمیشہ امن وشانتی کے ساتھ مکمل ہوتے ہیں، واضح ہو کہ مسلمان اپنے جلوس میں نہ کسی کو گالی دیتے ہیں، نہ کسی دھرم کے رہنماؤں کی توہین کرتے ہیں، نہ کسی کے دھارمک استھل پہ اپنا جھنڈا لہراتے ہیں، نہ کسی دھارمک استھل کے سامنے ہڑدنگ کرتے ہیں، نہ کسی کو کلمہ پڑھانے کی باتیں کرتے ہیں اور نا ہی کسی قسم کا کوئی بھڑکاؤ نعرہ لگاتے ہیں، صرف اپنے مذہب اور مذہبی رہنماؤں کی باتیں کرتے ہیں اور بس! ایسے شرمناک حادثات بھی خوب ہو رہے ہیں کہ چند بھگوا غنڈے موالی راہ چلتے کسی بھی مسلمان کو پکڑ کر مارنے پیٹنے لگتے ہیں اور زبردستی اس سے JSR کے نعرے لگواتے ہیں۔

مورتیاں توڑ کر مسلمانوں کو پھنسانے کا نیا ٹرینڈ

ملک میں مسلمانوں سے نفرت وعداوت کا مرض اس قدر بڑھ گیا ہے کہ اب اس کے مریض ہمیشہ مسلمانوں کو گالی دینے اور انھیں پریشان کرنے کے فراق میں لگے رہتے ہیں، یہاں تک اب مندروں کے پجاری بھی خود مورتیاں توڑ ڈالتے ہیں اور الزام مسلمانوں پر لگا دیتے ہیں تاکہ ہندوؤں میں مسلمانوں کے خلاف نفرت وعداوت کی آگ بھڑکائی جا سکے اور لوگ طیش میں آ کر انھیں ماریں کاٹیں اور ان پر ظلم وستم کریں، یوپی کے سدھارتھ نگر میں ایک پجاری کرت رام نے خود ہی مندر کی مورتیاں توڑیں اور اس کا الزام دو مسلمانوں کے سر منڈھ دیا، لیکن وہاں کھیل رہے چھوٹے بچوں نے پولیس کو پجاری کی حقیقت بتادی، ورنہ ایک دنگا رکھا ہوا تھا، جس میں ہندو بلوائی مسلمانوں کے گھر بار جلاتے اور باقی بچے ہوئے گھروں کو حکومت یا پولیس ڈھا دیتی۔

دو سال قبل ایک واقعہ ایودھیا میں بھی پیش آیا تھا، یہاں کی ٹاٹ شاہ مسجد کے سامنے ٹوپی لگا کر آئے آٹھ بائیک سواروں نے دنگا بھڑکانے کی سازش کے تحت خنزیر کا گوشت اور کچھ قابل اعتراض پوسٹر پھینکے اور چلتے بنے، سنسنی پھیلتے ہی پولیس نے غیر جانب دار ہو کر جانچ کی تو انکشاف ہوا کہ اس گھناؤنی سازش میں مہیش مشرا، برجیش پانڈے، نتن، دیپک گور عرف گنجن، بابو مشرا، پرتیوش، شتروگھن پرجاپتی، وِمل پانڈے، سشیل یادو، انل چوہان جیسے بلوائی شامل تھے، جس کا ماسٹر مائنڈ مہیش مشرا تھا، پولیس نے مہیش سمیت سات بلوائیوں کو گرفتار کرلیا، اس طرح یوپی ایک بھیانک دنگے کی آگ میں جھلسنے سے بچ گیا، اسی طرح ملک کے مختلف حصوں سے مختلف اوقات میں ایسی خبریں سامنے آچکی ہیں جن میں ہندو دہشت گردوں کے پاس سے نقلی داڑھی، ٹوپی، ہندی میں لکھے عربی جملے اور اشتعال انگیز پوسٹرز برآمد کئے جا چکے ہیں، جن سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ ملک میں کچھ ایسے تشدد پسند عناصر سرگرم ہیں جن کا مقصد مسلمان بن کر ایسی گھناؤنی حرکتیں کر کے ملک کو ہندو مسلم منافرت کی آگ میں جھونکنا ہے، اس لئے مسلمانوں جلسے جلوس اور احتجاجی مظاہروں کے ذریعہ ہونے والی پتھر بازیوں اور ملک مخالف نعروں میں مسلمان ہی ملوث ہیں یہ یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا۔

نماز سے دھارمک آستھا آہت ہونے کا نیا ٹرینڈ

سبھی جانتے ہیں کہ مسلمان دن میں پانچ وقت نمازیں پڑھتے ہیں، جب مسلمان کبھی گھر سے باہر نکلتا ہے اور نماز بقیہ ص ۴۸ ر پر

ادار یہ

از: حافظ افتخار احمد قادری*

جارحانہ قوم پرستی! اسباب و وجوہات

رسول اکرم ﷺ نے آخری حج کے موقع پر اپنے آخری خطبہ جو تاریخ اسلام میں ''حجتہ الوداع'' کے نام سے مشہور ہے دنیا کے سامنے ایک ایسا بین الاقوامی اصول پیش کیا جس نے تمام تر قومی و ملکی تنازعات و اختلافات اور نسلی، طبقاتی، قبائلی کشمکش اور منافرت کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا۔ جبکہ مزہب اسلام سے قبل مخلوقِ الٰہی مختلف طبقات و مراتب میں منقسم تھی۔ غلام آقا کی ہمسری نہیں کر سکتے تھے، شرفا اپنے آقا کو ادنی طبقوں سے بالاتر تصور کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے یہ ساری حدیں توڑ کر انسانی معاشرہ کی ناہمواری سطح کو بالکل برابر کر دیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! بے شک تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے، تم میں سے عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر، گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر، سرخ کو سیاہ پر سیاہ کو سرخ پر کوئی برتری و فضیلت حاصل نہیں مگر تقویٰ کے ذریعے'' (سیرتِ مصطفیٰ ﷺ) یہی نہیں بلکہ آپ نے غلاموں کے ساتھ حسنِ سلوک کی ہدایت دیتے ہوئے فرمایا: ''تمہارے غلام، تمہارے غلام ہیں تم ان کو وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور وہی پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو''۔ (سیرتِ مصطفیٰ ﷺ)

بھارت میں جارحانہ قوم پرستی اور ہندو مسلم کشمکش کے متعدد وجوہ و اسباب ہو سکتے ہیں۔ جیسے چھوت چھات کا نظریہ، مسلم دور حکمرانی میں اپنی محکومیت کا احساس، ''پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو'' کی انگریزی پالیسی، جدید تعلیم و تہذیب، تقسیمِ ہند۔

چھوت چھات کا نظریہ: بھارت کی مذہبی تاریخ کے مطابق چھوت چھات کا قبیح اور انسانیت سوز نظریہ یہاں قدیم زمانے سے ہی پایا جاتا ہے۔ ہر چند کہ آج کے اس سائنسی و ٹکنالوجی دور میں تعلیمی ترقی کے سبب اس نظریہ کی سختی میں کمی آنے کے ساتھ ساتھ اس میں یقین رکھنے والوں کی تعداد میں بھی خاطر خواہ کمی آئی ہے۔ لیکن آج بھی یہ نظریہ بھارت میں موجود ہے۔ حتیٰ کہ بہت سے علاقوں میں آج بھی اعلیٰ برادری والے ہندوؤں کے مندروں میں نسبتاً چھوٹی برادری والے ہندوؤں کو اجازت نہیں ہے۔ یہ نظریہ انسان کے بین الانسانی نقطہ نظر کو محدود کرتے کرتے قوم و قبیلہ یا خاندان تک میں سمیٹ کر رکھ دیتا ہے۔ پھر اس کے بعد نسلی، نسبی، قومی اور گروہی و طبقاتی کشمکش شروع ہو جاتی ہے۔ بھارت سماج میں موجود جارحانہ قوم پرستی اور ہندو مسلم کشمکش میں اس نظریہ کے کردار سے کوئی بھی ذی فہم شخص انکار نہیں کر سکتا۔

محکومیت کا احساس: غیر مسلموں کی متعصّبانہ ذہنیت اور جارحانہ قوم پرستی و وطن پرستی کا سب سے بنیادی و مرکزی سبب مسلم شاہان ہند کے عہد حکمرانی میں اپنی محکومیت اور غلامی کا احساس ہے۔ بھارت کی تاریخ کے مطابق مسلمانوں نے یہاں تقریباً ایک ہزار سال تک بڑے روادارانہ، فیاضانہ اور عادلانہ انداز میں حکومت کی ہے۔ حالانکہ مسلم حکمرانوں نے نہ یہاں کے قدیمی باشندوں کے اوپر زبردستی اپنی مزہب کو تھوپا، نہ ہی اپنی تہذیب و روایات کو اپنانے کے لئے ان پر جبر کیا اور انہیں ان کے مزہبی اشتعال سے روکنے کی کوشش کی، بلکہ انہیں ہر طرح کے شہری حقوق و مراعات عطا کئے، اس کے باوجود اس طویل دور حکمرانی کو اپنی غلامی و محکومی کا دور تصور کیا جا رہا ہے اور اسی کے ردعمل کے طور پر آج مسلمانوں کے ساتھ تعصب، عناد اور جارحیت کو روا رکھا جا رہا ہے اور اس طرح انہیں غلام و محکوم بنا کر رکھنے کی ناپاک کوشش کی جا رہی ہے۔

پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو: فاشزم اور ہندو مسلم منافرت کا

ایک بڑا سبب تن کے گورے من کے کالے فرنگیوں کی نفرت انگیز پالیسی ''پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو'' ہے۔ برصغیر میں اپنے اقتدار کو مستحکم اور مضبوط بنانے کے لئے اپنے پورے عہد حکمرانی میں اس پالیسی پر وہ پوری طرح مستعدی اور حکمت کے ساتھ قائم رہے۔ کیوں کہ انہیں اس بات کا اچھی طرح علم تھا کہ جب تک یہاں کی دو بڑی قومیں ہندو اور مسلمانوں کی صفوں میں انتشار نہ پیدا کر دیا جائے اس وقت تک ہم زیادہ دنوں تک برسر اقتدار نہیں رہ سکتے۔ اپنی اس پالیسی کو کامیاب بنانے کے لئے انہوں نے مسلمانوں کی ہزار سالہ شاندار حکمرانی کی تاریخ کو بھی حد درجہ مسخ کر کے پیش کیا اور اس بات کو درسانے کی ناپاک جرآت و جسارت کی کہ مسلمانوں نے یہاں حد درجہ سفا کی اور بربریت کے ساتھ حکومت کی، یہاں کے اصل باشندے ہندوؤں کو غلام بنا کر رکھا، ان کے مندروں کو مسمار کیا، مزہب تبدیل کرنے کے لئے ان پر جبر کیا، ان پر ہر طرح کے مظالم ڈھائے، جبکہ تاریخی و زمینی حقائق ان بھونڈے الزامات و اتہامات کو یکسر مسترد کرتے ہیں۔

مسلم شاہان ہند پر لگائے گئے ان بیجا اور جھوٹے قسم کے الزامات کا مقصد صرف یہ تھا کہ غیر مسلموں کو مسلمانوں سے اس قدر متنفر کر دیا جائے کہ وہ باہم دست و گریباں رہیں اور ہمارے غلبہ و اقتدار کے خلاف کسی قسم کی متحدہ تحریک نہ چلا سکیں۔ ان جابر و غاصب انگریزوں کی عیاری و مکاری کی حد تو یہ ہے کہ وہ یہاں سے جاتے جاتے بھی اپنی طرف سے ایسے انتظامات کر گئے کہ برصغیر میں ہندو مسلم کشمکش ایک طویل عرصے تک موجود رہے۔ جس کا ٹھوس اور بین ثبوت دو حصوں میں برصغیر کی تقسیم ہے۔ انگریزوں کی اسی نفرت انگیز پالیسی کا نتیجہ ہے کہ آج تک یہاں کی اکثریت مسلمانوں سے متنفر ہے اور شاید اپنی سابقہ مظلومیت کے زعم فاسد کی وجہ سے جزبہ انتقام سے مغلوب ہو کر مسلمانوں کو ہر سطح پر پریشان کرنے کی کوششیں بھی کر رہی ہے۔

جدید تعلیم و تہذیب: جارحانہ قوم پرستی کا ایک بنیادی سبب جدید تعلیم و تہذیب بھی ہے۔ جو بھارت میں اجنبی ہونے کے باوجود انگریزوں کی پشت پناہی اور سرپرستی کے سبب پرورش پائی اور اس نے کثرت میں وحدت کا نمونہ پیش کرنے والے اس عظیم ملک کی قدیم روحانی و مزہبی اقدار و روایات کو بالکل تباہ و برباد کر کے رکھ دیا اور ان کی جگہ یہاں کے باشندوں میں ایسے جزبات و خواہشات ابھار دیے جو عریانیت، بے حیائی، بے پردگی اور آوارگی وغیرہ بہت سی بد اخلاقیوں اور فحاشیوں کا سرچشمہ ہیں۔ جن کی وجہ سے بلا تفریق مزہب و ملت یہاں کے تمام باشندوں کو طرح طرح کی مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اس جدید تعلیم و تہزیب نے جہاں ایک طرف بغیر کسی تفریق و امتیاز کے یہاں کے تمام لوگوں کو ذہنی غلامی میں مبتلاء کر رکھا ہے وہیں دوسری جانب اکثریت کے دل و دماغ میں قوم پرستی کا جزبہ بھی کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے۔ جسے انگریزوں کی ''پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو'' والی نفرت انگیز تحریک نے جارحانہ قوم پرستی میں تبدیل کر دیا۔

تقسیم ہند: آزاد بھارت میں مسلمانوں کے خلاف جارحیت، عصبیت اور منافرت کے جو اشتعال انگیز جزبات پائے جا رہے ہیں ان میں بڑی حد تک بھارت کی تقسیم کا بھی رول ہے۔ دراصل سرحد پار کا قیام ہی بہت سے لوگوں کے نزدیک ناجائز تھا یہی وجہ ہے کہ آج کل بھی محض اس کا تصور ہی ان کی تکلیف کے لئے کافی ہوتا ہے۔ سرحد پار کے تصور کا ان کے لئے ناقابلِ برداشت ہونا تو خیر ایک فطری و قدرتی امر ہے کیونکہ سرحد پار کل تک اسی ملک کے جسم کا ایک اہم ٹکڑا ہوا کرتا تھا جسے انگریزوں نے اپنی دیرینہ عیاری و مکاری سے تقسیم کے آرے کے ذریعہ کاٹ کر الگ کر دیا۔ اب ظاہر سی بات ہے کہ اس ملک کے باشندے اتنی جلدی اس تکلیف کو برداشت نہیں کر سکتے اور نہ ہی کٹے ہوئے اعضاء کو ہی بھلا سکتے ہیں۔

منافرت کو دور کرنے کی تدابیر: آزاد بھارت میں جارحانہ قوم پرستی، ہندو مسلم کشمکش و رسہ کشی اور منافرت و مخاصمت کی جو موجودہ صورتحال ہے اس سے ناامید اور مایوس ہونے کے بجائے مذہب مہذب اسلام کی روشن تعلیمات و ہدایات کی روشنی

میں ہمیں اس امر کے لیے ہر ممکن کوشش کرنے کی ضرورت ہے کہ عیار و مکار انگریزوں کے ذریعے ہمارے متعلق پھیلائی گئی بدگمانیاں دور ہوں اور ہم تمام ہندوستانی بلا کسی مزہبی امتیاز وتفریق کے ایک گھر اور ایک فیملی کے افراد کی طرح باہم شیر و شکر بن کر چین وسکون کی زندگی بسر کر سکیں۔ اگر ہم حکمت و موعظت اور مثبت و معتدل طریقوں سے غلط فہمیوں اور بد گمانیوں کو دور کرنے کے لئے جدوجہد کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ اکثریت کی موجودہ ذہنیت صاف نہ ہو جائے اور ہندوستان صحیح معنوں میں امن و امان کا عظیم گہوارہ نہ بن جائے۔ میں یہ اس لئے تحریر کر رہا ہوں کہ انسان کی فطرت میں خیر اور بھلائی کا عنصر داخل ہے یہ تو ممکن ہے کہ عارضی اسباب وعوامل کے باعث انسان کی ذہنیت بدل جائے جس کی وجہ سے اس کے جزبہ خیر پر شر و فساد غالب آجائے اور اس طرح وہ شر ہی کو پسند کرنے لگے۔ لیکن اگر تزکیری انداز میں کوشش کی جائے تو اس کی اس حالت کو بدلنا غیر ممکن ہے۔ کیونکہ اس کی یہ حالت اس کی انسانی فطرت کے سراسر خلاف ہے۔

اگر اقوام عالم اور مختلف مما لک کے باہم تعلقات کا تاریخی جائزہ لیا جائے تو اس بات کی کئی مثالیں مل جائیں گی کہ دو شدید ترین دشمن قومیں اور مما لک آپس میں شیر وشکر بن گئے۔ زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں دوسری جنگ عظیم کے بارے میں آپ نے پڑھا ہوگا کہ روس اور جرمنی اپنے تمام تر اختلافات وتنازعات کو پس پشت ڈال کر ایک نکتے پر متحد و متفق ہو گئے تھے اور یہ اتحاد صرف ہٹلر اور اسٹالن تک ہی محدود نہیں رہا تھا بلکہ دونوں مما لک کے باشندے بھی بڑی محنت کے ساتھ ایک دوسرے سے گلے مل رہے تھے یہ اور بات ہے کہ امتداد زمانہ کے ساتھ ان کے تعلقات پھر سے خراب ہوتے گئے اور آج وہ پھر ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔

خود بھارت میں اگر آپ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے ماضی قریب کی تاریخ کا جائزہ لیں تو اس قبیل کی متعدد مثالیں مل جائیں گی کہ اسی بھارت میں کبھی ہندو مسلم تعلقات اس قدر رسہ کشی اور آپسی منافرت ومخاصمت کا شکار ہوئے کہ ان کے لئے ایک دوسرے کو برداشت کرتے ہوئے سکون کے ساتھ رہنا ممکن نہیں رہا حتیٰ کہ مجبوراً ملک کو دولخت کرنا پڑا تو کبھی اسی ملک میں چشم فلک نے ہندو مسلم اتحاد کا یہ بہترین نظارہ بھی دیکھا کہ جب مسلمانوں نے تحریکِ خلافت چلائی تو غیر مسلم نے بڑھ چڑھ کر اس میں حصّہ لیا اور خلافت کے نام پر منعقد کئے جانے والے جلسوں میں مسلمانوں کے ساتھ مل کر انہیں کی طرح اللہ اکبر کے فلک شگاف نعرے بھی لگائے۔

موجودہ حالات میں تبدیلی کے امکانات: بھارت کے موجودہ حالات میں تبدیلی کے کئی امکانات موجود ہیں۔ سب سے پہلے ہمیں اس بات کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ غیر مسلم یکساں طور پر مسلم دشمن نہیں ہے اور نہ یہ ہر ایک مسلمان کے خلاف یکساں تعصب وتنگ نظری کا شکار ہے۔ ان میں آج بھی ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے جن کی سوچ وفکر میں امن و آشتی، خیر خواہی اور ہر کسی کے احترام کے جزبات پائے جاتے ہیں۔ وہ اپنی سوچ کو تعصب اور قوم پرستی کے اثرات سے بالکل خالی رکھتے ہیں۔ ان میں آپ کو ایسے لوگ تو بہت ملیں گے جو اگر چہ وقت کی چلتی ہوئی رو سے متاثر ہو کر اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ اپنی نفرت و بیزاری کا اظہار کرتے ہیں لیکن وہی لوگ اسلام اپنے دامنِ رحمت میں جو صداقتیں رکھتا ہے انہیں تسلیم بھی کرتے ہیں اور نفرت کے باوجود بسا اوقات ہنگامی حالات میں وہ مسلمانوں کا تعاون بھی کرنے میں نہیں ہچکچاتے۔ یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ انسان فطرتاً امن پسند واقع ہوا ہے اور مختلف ذریعوں سے اسلام اور مسلمان کے خلاف جو نفرت پھیلائی گئی وہ فطرت انسانی پر غالب نہیں آسکی ہے۔ ہمیں اس بات کو بھی ذہن میں رکھنا چاہیے کہ تمام ہندو شر پسند نہیں ہیں بلکہ ایسے لوگوں کی کمی ہے جبکہ امن پسند زیادہ ہیں۔ اگر آپ اس بات کو نہ مانیں کہ پوری ہندو جاتی شر پسند نہیں تو گویا آپ اس فطرت انسانی کے منکر ہوں گے جو بہر حال امن اور خیر پر مبنی ہوتی ہے۔ آپ غور کریں کہ اگر تمام ہندو جاتی شر پسند ہوتی تو

اسلامیات

کشت وخون ریزی بلکہ مسلم نسل کشی کا منظم سلسلہ جو تقسیم ہند کے بعد شروع ہوا تھا اتنے پر ہی بند نہ ہو جاتا جتنا اس وقت رونما ہو چکا تھا بلکہ اس وقت پورا بھارت اس کی زد میں آجاتا اور کسی بھی مسلمان کا زندہ رہنا ممکن نہ ہوتا۔ کیونکہ مسلمانوں کی بڑی تعداد کے سرحد پار منتقل ہو جانے کی وجہ سے بقیہ بھارتی مسلمانوں کی اتنی حیثیت نہیں تھی کہ وہ ہندوؤں سے دو بدو مقابلے کرتے اور اپنے دفاع میں کامیاب ہوتے۔ دوسری طرف پڑوسی ملک بھی ان کے وجود کا ضامن نہیں بن سکتا تھا کیونکہ وہ ابھی طفلِ نوزائیدہ کی طرح تھا اور اپنے وجود و بقا کے سلسلے میں اسے خود خطرات اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ ایسے نازک ترین حالات میں بھی کشت وخون ریزی کا سلسلہ ملک کے چند علاقوں تک ہی پہنچ کر بند ہو گیا۔ قوی ترین اسباب موجود ہونے کے باوجود فسادات کے سلسلہ کا رک جانا یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ تمام ہندو شر پسند نہیں ہیں۔

اس حقیقت سے بھی کسی کو انکار نہیں ہونا چاہیے کہ فسادات میں متعلقہ علاقوں کے سارے ہندو شریک نہیں ہوتے بلکہ ایسے لوگ بھی موجود ہیں جنہوں نے بسا اوقات اپنے کو خطرات میں ڈال کر فسادات کو روکنے اور مظلوموں کو تعاون فراہم کرنے کی کوششیں کیں۔ علاوہ ازیں ملک میں ایسے افراد بھی بکثرت موجود ہیں جو اس بات کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں کہ وہ شر و فساد کے واقعات میں ملوث ہوں لیکن ان کی شر پسندی اس درجے کو نہیں پہنچی ہے کہ وہ موانع کو بالکل نظر انداز کر کے ان میں مبتلاء ہو جائیں۔ ضمیر کی ملامت، اپنے پڑوسیوں اور عام پبلک کا پاس و لحاظ اور حکومت کا خوف اور اس قسم کی دوسری چیزوں کا وہ لحاظ کرتے ہیں اور اپنے آپ کو شر و فساد سے الگ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مذکورہ تمام باتیں اس حقیقت سے پردہ اٹھا رہی ہیں کہ پوری ہندو جاتی کے بارے میں مسلمانوں کی بدگمانیاں کسی بھی طرح درست نہیں ہیں۔ اگر کوشش کی جائے تو بہت سے ہندوؤں کے ذہن کو اپنی طرف سے صاف کر سکتے ہیں۔

موجودہ حالات میں تبدیلی واقع ہونے کا ایک بہت امید افزا اور قابلِ اعتماد پہلو یہ بھی ہے کہ مسلمان ہونے کے ناطے اس بات پر ہمارے کامل اعتماد اور پختہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ اصل کارفرما رب العالمین کی ذاتِ اقدس ہے۔ اگر اس کی منشاء شامل ہو تو پل میں حالات بدل جائیں اور اسلام و مسلمانوں کے تعلق سے جو بدگمانیاں پھیلائی جا رہی ہیں وہ چند دنوں میں ایسے ختم ہو جائیں گی کہ گویا کبھی کوئی بدگمانی تھی ہی نہیں۔ بس ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم حالات سے مایوس نہ ہوں اور بدگمانیوں کو دور کرنے کے لئے اپنی اخلاقی کوتاہیوں کا بھی محاسبہ کریں اور جہد پیہم اور عمل مسلسل کریں۔ کوشش کرنا ہم سبھوں کا فریضہ ہے اور کامیابی وکامرانی سے ہم کنار کرنا رب العالمین کے ذمہ ہے۔

یہ نکتہ بھی ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ رب العالمین بلا سبب کسی قوم کو پریشانی اور مصیبت میں مبتلا نہیں کرتا۔ مصیبت یا تو قوم کی کسی غلطی اور جرم کا نتیجہ ہوتی ہے یا اس کے ذریعے قوم کے ایمان اور حق پہ ثابت قدمی کی آزمائش اور پھر اس کی ترقی درجات مقصود ہوتی ہے۔

لہٰذا! ملک کے موجودہ حالات میں اپنی پریشانیوں کے تناظر میں ہمیں اپنا بھی احتساب کرنے کی ضرورت ہے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ رب العالمین اور اس کے رسول ﷺ کے احکام و فرامین کی بجا آوری میں ہم سے کوئی کوتاہی ہو رہی ہے یا شرعی حدود کا پاس ولحاظ نہ رکھتے ہوئے ہم اپنے کو برائیوں سے نہیں روک پا رہے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو ہمیں چاہیے کہ ہم جلد از جلد توبہ کریں اور قرآن وسنت کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں۔ خدا کرے کہ ملک میں پائی جانے والی جارحانہ فرقہ پرستی، انارکی، مسلم منافرت ومخاصمت اور ہندو مسلم کشمکش ورسہ کشی کا خاتمہ ہو اور اسلام ومسلمانوں کے متعلق پھیلائی گئی بدگمانیاں دور ہوں تاکہ ملک کے تمام باشندے بلا کسی مزہبی، نسلی، گروہی، طبقاتی اور علاقائی تفریق وامتیاز کے باہم شیر وشکر بن کر زندگی بسر کریں اور ملک کی تعمیر وترقی کے لئے سب مل جل کر جدو جہد کریں کہ یہی زندہ قوموں کا نشان امتیاز ہے اور اسی کے ذریعے ملک عالمی برادری میں وقار واحترام کا درجہ پاتا ہے۔

◆◆◆

از: مولانا محمد مرزا غالب نقشبندی*

مسلک اعلیٰ حضرت اہل سنّت کی شناخت ہے

اسلام دنیا کی ایک عظیم سچائی ہے قرآن حکیم اس سچائی کا دستور اساسی ہے اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس دستور اساسی کی تفسیر وتشریح ہے قرآن حکیم اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسلامی زندگی کیلئے بنیادی ماخذ، مینارہ نور اور شمع منزل ہے اسلام! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے امانت کی شکل میں صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ملا اور اصحاب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ امانت منتقل ہوتے ہوئے نسلاً بعد نسلٍ ہم تک پہنچی ہے۔ جن پاک امت کے توسط سے یہ امانت ہمیں حاصل ہوئی ہے ان کی شرافت و پاکیزگی عدل اور علمی بزرگی مسلم الثبوت ہیں اس سلسلۃ الذہب کی کسی ایک کڑی پہ بے اعتمادی اور غیر یقینی کا اظہار پورے اسلامی نظام کو بگاڑنے کے مترادف ہے۔

بنام اسلام دنیا میں بے شمار جماعتیں اور تحریکیں کام کر رہی ہیں اور سب اسلامی اقدار وروایات کے تحفظ و پاسداری کا دعویٰ کرتی ہیں لیکن الحمد للہ حقائق وشواہد کے اجالے میں حق صرف اہلسنت وجماعت میں دائرۂ اہلسنت وجماعت اسے کہتے ہیں جو ما انا علیہ واصحابی کا مصداق ہو زمان ومکان اور حالات کے اختلاف سے اس کی تعریف مختلف ہوتی رہی ہے۔

لہٰذا عصر حاضر میں اہلسنت وجماعت کا تعارف مسلک اعلیٰ حضرت یا بریلوی سے کرنا تقاضائے وقت کے عین مطابق ہے جس طرح اشعری اور ماتریدی۔ کہ جب معتزلہ، عنادیہ، لاادریہ فرق باطلہ نے اہلسنت وجماعت کے عقائد وافکار شعار وضروریات میں بیجا حذف واضافہ اور کتربیوت کرتے ہوئے تلبیس وفساد کا ایسا اودھم مچایا کہ اہلسنت کے اصل عقائد ونظریات بالکل گنجلک ہو گئے گمرہیت وآزادروی کی عام وبا سی پھوٹ پڑی مگر یداللہ علی الجماعت کا اعزاز اس طرح ظاہر ہوا کہ حضرت ابوالحسن اشعری وامام ابومنصور ماتریدی نے تائید غیبی ونصرت خداوندی سے عقائد اہلسنت کو روشن وواضح فرمادیا پھر پوری دنیا جملہ مسلمانان اہلسنت وجماعت کو اشعری کہتے یا ماتریدی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ ہم اشعری یا ماتریدی کے نقش قدم پر چلتے ہیں جو اسلام کے عقائد ونظریات کے مددگار وامین ہیں امام ابوالحسن اشعری اور امام ابومنصور ماتریدی نے نہ کوئی نئی بات گڑھی اور نہ کوئی الگ مذہب ایجاد کیا تھا بلکہ یہ حضرات اس مذہب کی حمایت کرنے والے تھے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تھے اسی اعتبار سے ان کی طرف نسبت کی جاتی ہے کہ وہ سلف کے طریقے پر کمربستہ ہوے، اس پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہے اور دلائل وبراہین قائم کیے اس لیے ان کی اقتدا کرنے والے اور دلائل میں ان کے نقش قدم پر چلنے والے کو اشعری یا ماتریدی کہا جاتا ہے مسلک اعلیٰ حضرت اور بریلوی کہنے کا بھی یہی مطلب ہے کہ ہم اہلسنت وجماعت دلائل وبراہین میں اعلیٰ حضرت کے نقش قدم پر چلتے ہیں اس لیے ہم مسلک اعلیٰ حضرت والے ہیں یا بریلوی جس طرح کہ اشعری اور ماتریدی ماترید جگہ کا نام ہے لیکن تمام اہلسنت وجماعت اپنے آپ کو ماتریدی کہتے تھے چاہے وہ کہیں کے رہنے والے ہوں اسی طرح "بریلوی" کہ فاضل بریلوی کی اقتدا اور ان کے نقش قدم پر چلنے کو بریلوی کہا جاتا ہے۔

لہٰذا دور حاضر میں مسلک اعلیٰ حضرت اور بریلوی دونو کا استعمال غیروں سے امتیاز اور جماعتی شناخت کیلیے لازم و ضروری ہے جیسا کہ اشعری، ماتریدی کا استعمال ماضی میں لازم وضروری تھا عصر حاضر میں اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا خان

* مضمون نگار کسیاری، پوٹھیا، کشن گنج، بہار کے متوطن ہیں۔

بریلوی رضی اللہ عنہ کی فکر ہی ہماری دینی و جماعتی شفافیت کی ضمانت ہے اس سے ہٹ کر جو بھی راہ اختیار کی جاے گی وہ ہلاکت کی راہ ہوگی۔ مسلک اعلیٰ حضرت کوئی پانچواں یا نیا مسلک نہیں ہے بلکہ مسلک اعلیٰ حضرت اہلسنت و جماعت کا شناختی نام ہے۔ملکی حالات کو مدنظر رکھتے ہوے کچھ باطل فرقوں نے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلیے جب اپنی پیشانیوں پر اہلسنت و جماعت کا لیبل چسپاں کر لیے،اور خود کو سنی ، قادری ، چشتی ،نقشبندی سہروردی سے متعارف کرانے لگے جیسے وہابی ، دیوبندی ، مودودی ، صلح کلی وغیرہ ۔اور ایسے حالات میں صحیح سنی کی شناخت کا مسئلہ شدت سے محسوس کیا جانے لگا اپنے آپ کو صرف سنی اور اہلسنت کہنے سے ان بدمذہبوں سے امتیاز نہیں ہوتا تھا تو اس وقت کے علماء ومشائخ نے ان تمام باطل فرقوں سے امتیاز کیلیے انتہائی غور وخوض کے بعد اہلسنت و جماعت کا ایک دوسرا شناختی نام اعلی حضرت کی طرف منسوب کرتے ہوے مسلک اعلیٰ حضرت کا انتخاب فرمایا اس لیے کہ اعلی حضرت نے تمامی اہلسنّت کے ایمان وعقیدے کو باطل فرقوں کی ہر آمیزش سے بچایا ہے اور ہم تک وہی دین وہی مذہب وملت پہنچایا ہے جو صحابہ، تابعین تبع تابعین ، شہداء صلحاء اولیاء کاملین غوث و خواجہ کا دین تھا نیز مجدد اعظم اعلی حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ نے ہمارے دلوں کو عشق سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے روشن کیا ہے اور ملت پہ ان کا یہ ایک ایسا احسان ہے جس کے شکریے کیلئے عمریں درکار ہیں۔

فاضل بریلوی نے تیز آندھیوں کی زد پہ چراغ حق و صداقت کو روشن کیا اور اس کی حفاظت کے لئے ہر طرح کا سامان فراہم کیا ہے۔

لہٰذا اب وہی سنیت قابل قبول ہوگی جس پر مسلک اعلیٰ حضرت کی مہر لگی ہو۔ آج ملی وقار وعظمت پہ جب بھی کوئی فرد جاہل یا فرقہاے باطل غلط نگاہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے تو ہم فاضل بریلوی کی فراہم کردہ سامان سے اس کا دفاع کرتے ہیں۔رب کریم ہم تمامی اہلسنت کو مسلک حق مسلک اعلیٰ حضرت پر تادم حیات قائم ودائم فرمائے آمین کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں۔

◆◆◆

ص ۲۶ کا بقیہ..........

حضور تاجدارِ ولایت نے زائرین سے مزید فرمایا کہ میں نے حضرت حماد کی یہ دل دوز اور جاں گسل روداد سنتے ہی فوراً رب لم یزل کی بارگاہِ بے نیاز میں دعا کی اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ میری دعا کے وقت پانچ ہزار اولیاء اپنی قبروں میں حضرت حماد کی سفارش کے لیے بارگاہ رب العزت میں کھڑے ہیں۔ رب قدیر نے دعا قبول فرمائی اور انھیں ان کا ہاتھ حسب سابق واپس فرما دیا۔ پھر حضرت حماد نے خوشی خوشی مجھ سے مصافحہ کیا۔

یہی وجہ ہے کہ آج میں بے حد فرحاں وشاداں ہوں اور اسی سبب سے آپ حضرات نے میرے چہرے پر بشاشت و اطمینان کے چمکتے ہوئے آثار دیکھے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں تادمِ حیات تاجدارِ ولایت سیدنا غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیضان سے سرشار و بہرہ ور فرمائے۔آمین۔بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

◆◆◆

ص ۳۲ کا بقیہ..........

یہ ہے کہ بندہ اپنے رب کو بکثرت یاد کرے گویا سو مرتبہ بھی صحیح ہے لیکن اس سے بہتر دو سو مرتبہ ہے اور اس سے افضل دو ہزار مرتبہ ہے اور اس سے اعلیٰ دو لاکھ مرتبہ ہے،جس قدر تعداد بڑھتی جائے گی فضیلت میں اضافہ ہوتا جائے گا۔

.... جاری

از: مولانا غلام مصطفےٰ نعیمی *

بڑھتا ارتداد! اسباب اور تدارک

دو تین دن سے سوشل میڈیا پر ایک مولوی کی پوجا والی ویڈیو وائرل ہے۔ لوگوں کو حیرت ہے کہ ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ شخص کس طرح مرتد ہوسکتا ہے؟ جواب بے حد سادہ ہے، عالم ہو یا جاہل، جب دنیا ہی انسان کا پہلا اور آخری مقصد بن جائے تو انسان کسی بھی حد کو پار کرسکتا ہے، چاہے غیرت وخود دوری ہو یا دین وایمان! دولت وشہرت کے لیے غیرت وایمان کا سودا عرصہ دراز سے چلا آرہا ہے۔ اب تک اس کھیل میں سیاست دان اور فلمی افراد ہی نظر آتے تھے لیکن اب مذہبی پہچان رکھنے والے لوگ بھی اس میدان میں قسمت آزمائی کر رہے ہیں۔ حالیہ ویڈیو اسی بیمار ذہنیت کا ایک نمونہ بھر ہے، ورنہ ہمارے درمیان ایسے کتنے ہی لوگ موجود ہیں جو بس موقع ملنے کی تاک میں بیٹھے ہیں، جیسے ہی موقع ملا ایسے کتنے ہی ویڈیو سوشل میڈیا پر گردش کرتے نظر آئیں گے۔ اسباب کیا ہیں؟ ارتداد کے بنیادی اسباب میں لالچ اور خوف سب سے اہم ہیں۔ موجودہ دور میں بھی یہی دو اسباب سب سے اہم نظر آتے ہیں لیکن ماضی اور حال کے ارتدادی واقعات میں بنیادی فرق ان ذرائع اور مقامات کا ہے جن کو سہارا بنا کر ارتداد کو مضبوطی سے پھل پھولنے کا موقع مل رہا ہے۔ موجودہ دور کے ان ذرائع کی مختصر فہرست کچھ اس طرح ہے، سنیما، سیاست، میڈیا، خانقاہ۔

مذکورہ ذرائع اور مقامات سے وابستہ افراد ارتداد کو سافٹ اور پرکشش انداز میں پیش کرتے ہیں۔ جس کے باعث عام لوگ ارتداد کو نارمل سا عمل سمجھنے لگتے ہیں۔ وقت کے ساتھ بڑھتی قربتیں، قربتوں کے بدلے ملتے انعامات مزید ہمت بندھاتے ہیں اس طرح انسان آہستہ آہستہ پورے طور پر ارتداد کے پنجوں میں پھنس جاتا ہے۔ طرفہ تماشا یہ کہ اپنے پھنس جانے پر انہیں افسوس نہیں خوشی کا احساس ہوتا ہے، ظالم تھا وہ اور ظلم کی عادت بھی بہت تھی مجبور تھے ہم، اس سے محبت بھی بہت تھی، سنیما سرے ہی سے مذہب مخالف انڈسٹری ہے، مذہبی غیرت قربان کیے بغیر یہاں داخلہ ممکن ہی نہیں ہے، پہلے مرحلے میں خاندانی غیرت اور کامیابی کے لیے مذہبی غیرت کی قربانی بنیادی شرط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں آکر اداکار یوسف خان کو دلیپ کمار، اداکارہ مہ جبیں کو مینا کماری بننا پڑتا ہے، تو شاہ رخ وسلمان جیسے اداکار علانیہ بت پرستی کرتے نظر آتے ہیں۔ سیاست میں مذہبی پہچان کے ساتھ آگے بڑھنے میں بڑی مشکلات ہیں۔ غیر مذہبی شخص کے مقابلے مذہبی انسان کو دس گنا زیادہ محنت اور پچاس گنا زیادہ مخالفت جھیلنا پڑتی ہے۔ بیگانوں سے زیادہ اپنے اور مخالفین سے زیادہ حاسدین پریشان کرتے ہیں۔ یہاں کامیابی اور حصول منصب کا مختصر اور آسان راستہ مذہبی تصلب کو چھوڑنا ہے۔ مذہبی غیرت قربان والوں کو عہدہ ومناصب دئے جاتے ہیں۔ جس کے لیے اچھے خاصے پڑھے لکھے اور باشعور انسان بھی غیرت دینی کو قربان کرنے میں جھجک محسوس نہیں کرتے۔ سیاسی لیڈروں کی علانیہ بت پرستی کی کتنی ہی مثالیں ہمارے آس پاس موجود ہیں۔ گذشتہ دنوں رام مندر افتتاح کے موقع پر کتنے ہی نام نہاد مسلمانوں نے علانیہ بت پرستی کی۔ میڈیا کا حال بھی سیاست ہی کی طرح ہے، جہاں مذہبی تصلب کو راہ کا روڑا اور ترقی میں رکاوٹ سمجھا جاتا ہے اور کچھ حد تک بنایا بھی جاتا ہے۔ دولت وشہرت کے رسیا مذہب کا سودا کر کے ارتداد کا راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں وقتی طور پر ہی سہی ان کی دنیوی خواہشیں ایک حد تک پوری ہوجاتی ہیں۔ میڈیا کے دائرے میں مین اسٹریم میڈیا کے

احوال قوم وملت

* مضمون نگار ماہنامہ سواد اعظم دہلی کے چیف ایڈیٹر ہیں۔

ساتھ ساتھ سوشل میڈیا influencer بھی شامل ہیں، جو اپنے فالوورز/سبسکرائبر اور اشتہار دہندگان کی خوشی کے لیے کسی بھی حد تک جانے تیار رہتے ہیں۔ یہی مزاج ایک دن انہیں دینی حمیت سے بھی خالی کر دیتا ہے۔ یوں کہہ لیں کہ سنیما پہلے ہی قدم پر مذہب کی قربانی مانگتا ہے جب کہ سیاست اور میڈیا میں مذہبی پختگی راستے کی رکاوٹ بنتی آئی ہے۔ جلد باز اور لالچی لوگ زیادہ دیر تک خود کو روک نہیں پاتے اور نظریاتی طور پر گمراہی کی دلدل میں دھنستے چلے جاتے ہیں۔ خانقاہی فتنہ ہوسکتا ہے اس فہرست میں خانقاہ کا نام آپ کے لیے باعث حیرت ہو، لیکن حالت بتا رہے ہیں کہ مذہبی بے راہ روی میں دنیا پرست خانقاہیں بھی ایک مضبوط ذریعہ بنی ہوئی ہیں۔ جس کا سہارا لیکر لوگوں کے دینی تصلب پر شب خون مارا جا رہا ہے۔ صوفیانہ روا داری کے نام پر کفریہ رسم و رواج کو اپنایا جا رہا ہے۔ دشمنان دین کی عزت و پذیرائی کر کے دولت و منصب حاصل کرنے کی ہوڑ سی لگی ہوئی ہے۔ ملک میں کئی مقامات پر بزرگان دین کے نام پر مندر بنائے جا چکے ہیں، جہاں عقیدت کے نام پر کھلے عام شرک کیا جا رہا ہے۔ ایک مندر تو خاص اسی شہر میں بنایا گیا ہے جہاں ان کا مزار پاک موجود ہے۔ یوپی اور پنجاب میں کئی جگہ بزرگوں کے مجسمے رکھ کر انہیں کے نام کے مندر بنا لیے گیے ہیں۔ کتنی ہی خانقاہوں میں پیروں کو سجدہ کیا جاتا ہے۔ اب تک اس گمراہی میں جہلا ہی مبتلا تھے مگر اب عالمانہ وضع رکھنے والے مولوی صورت بھی پیروں کو سجدہ کرنے لگے ہیں اور اسے درست ٹھہرانے کی زبانی و قلمی کوششیں بھی کر رہے ہیں۔ اہل ہنود اور صاحبان اقتدار کی خوشی کی خاطر بعض خانقاہوں میں ہولی، دیوالی جیسی کتنی ہی کفریہ رسمیں نہایت اہتمام کے ساتھ منائی جا رہی ہیں۔ رواداری اور صلح کل کے نام پر مذہب بیزاری کو مسلسل بڑھاوا دیا جا رہا ہے۔ مذکورہ حرکات کا تعلق فرد واحد یا کسی حادثاتی واقعے سے نہیں ہے۔ ایسے اقدامات کے پیچھے مکمل ایک نظریہ کار فرما ہے جس کی ترجمانی یہ لوگ کچھ اس طرح کرتے ہیں ہاتھ میں گیتا رکھیں گے سینے میں قرآن رکھیں گے میل بڑھائے جو آپس میں وہی دھرم ایمان رکھیں گے یعنی جس طرح سنیما، سیاست اور میڈیا سے وابستہ افراد دین و مذہب کو پامال کرنے اور ارتداد کو بڑھاوا دینے میں متحرک کردار ادا کر رہے ہیں، ویسا ہی کام اب خانقاہوں سے وابستہ لوگ بھی انجام دے رہے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ فلمی، سیاسی اور میڈیائی لوگ دنیا کے نام پر دین برباد کر رہے ہیں تو طمع پرست خانقاہی دین بربادی کے لیے دین ہی کا نام استعمال کر رہے ہیں۔ ارتداد کے پھلنے پھولنے میں مذکورہ ذرائع بنیادی کردار ادا کر رہے ہیں۔ جن سے متاثر ہو کر عام لوگ بھی اس لعنت میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ تدارک کیسے ہو؟ کسی بھی فتنے کا تدارک کرنے کے لیے عزم و ہمت اور زمینی محنت کی ضرورت ہوتی ہے بشرطیکہ کوشش صحیح سمت میں کی جائے۔ اس ضمن میں چند اقدامات یہ بھی کیے جاسکتے ہیں۔ غیروں کے مذہبی تہواروں اور تقریبات میں شرکت سے پرہیز کریں، اولادوں کو بھی روکیں۔ اسکولوں میں کلچرل پروگرام کے نام پر مسلم بچوں کو ہندو تہواروں میں شامل کرنے پر سخت رویہ اپنائیں۔ یہ آپ کا قانونی اور مذہبی حق ہے۔ اپنے بچوں کو غیروں کے مذہبی کارٹون دیکھنے سے باز رکھیں۔ ننھا ذہن وہیں سے خراب ہوتا ہے۔ خود کے اسکول/کالج بنانے کی مہم چلائیں۔ صرف بنا کر مطمئن نہ ہوں، دینی مزاج کے ساتھ معیاری تعلیم بھی فراہم کریں۔ ترجیحی بنیادوں پر کوچنگ سینٹر کھولیں۔ کوچنگ دینے والوں کی دینی تربیت بھی کریں۔ کلچرل پروگرام کے عنوان سے اپنی تہذیب کو عام کریں۔ توحید و رسالت پر عام فہم انداز اور بہترین اسلوب میں مسلسل خطابات اور لکچر کرائے جائیں، جو ہمارے روایتی جلسوں سے ہٹ کر جدید انداز پر منعقد کیے جائیں۔ بولنے والے افراد موضوع پر مکمل دسترس رکھنے والے ہوں۔ جدید اعتراضات کا جواب دینے کا ہنر جانتے ہوں۔ چھوٹے بچوں کو بچپن ہی سے ایمان سے محبت اور شرک سے بیزاری سکھائیں۔ بطور ہیرو صحابہ/علما/اولیا کا تذکرہ کریں۔ صحابہ/علما/اولیا کی بہادری، ہمت اور عقل مندی کے قصے سنائیں۔ فرزندان مدارس کی فکری تربیت پر خصوصی توجہ

دیں۔اس کے لیے خصوصی کلاسیں اور خطابات کا اہتمام بھی کرایا جائے تا کہ بعد فراغت دشمنوں کا آلہ کار بن کر قوم کی گمراہی کا ذریعہ نہ بن سکیں۔سوشل میڈیائی ذرائع کا مذہبی کاز کے لیے ماہرانہ استعمال کریں۔اچھی اسکرپٹ اور عمدہ پیش کش کے ذریعے اپنے نظریات کی تشہیر کریں۔فلم انڈسٹری کے گھناؤنے سچ کو مہارت وسنجدگی سے اجاگر کریں۔چمکتے پردے کے پیچھے چھپی کالی داستانوں کو اچھی طرح ایکس پوز کریں،تا کہ انہیں آئڈیل ماننے والے نوجوانوں پر ان کی حقیقت اچھی طرح ظاہر ہو۔سیاسی طور پر ہمیشہ اس انسان کا ساتھ دیں جو کم از کم اسلامی عقیدے پر پختہ ہو،کفر وشرک کے معاملے میں کمزور نہ ہو۔شر کیہ امور پر لچک رکھنے والے لیڈر کی ہرگز ہرگز حمایت نہ کریں بھلے ہی وہ کتنا ہی کام آنے والا ہو۔ایسوں کی حمایت سے ہی دوسروں کو بھی دین بیزاری کی ترغیب ملتی ہے۔خانقاہی نسبتوں کے نام پر کسی بھی دین بیزار پیر کے دھوکے میں نہ آئیں۔احترام کے نام پر سجدے کرانے والے ہوں،یارواداری کے نام پر ہولی،دیوالی منانے والے،ایسے تمام لوگوں کا بائیکاٹ کریں۔کسی سیاسی یا سماجی مدے کی حمایت کی بنا پر کسی بھی نیوز اینکر کے معتقد نہ بنیں۔غلط بات پر تنقید اور ٹوکنے کا مزاج بھی رکھیں۔اس کے علاوہ جو بھی مفید اقدامات ہوں انہیں اختیار کیا جائے تا کہ ہماری نسلیں ارتداد کے طوفان سے اپنا ایمان محفوظ رکھ سکیں۔یاد رکھیں!اگر آج ہم نے اس عنوان کی حساسیت کو نہیں سمجھا اور اس کے تدارک کی سنجیدہ کوششیں نہیں کیں تو عوام کے ساتھ ساتھ علما ومشائخ کا لباس پہننے والوں میں بھی ارتداد کا ایسا طوفان آئے گا جس سے ملت اسلامیہ کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑے گا۔اس لیے اٹھیں اور اپنی جد وجہد سے اندھیری رات کے سینے پر حق و صداقت کا سورج اُگا کر قوموں کا مستقبل روشن کرنے کی کوشش کریں۔

سیاہ رات نہیں لیتی نام ڈھلنے کا
یہی تو وقت ہے سورج ترے نکلنے کا

◆◆◆

ص ۱۷ر کا بقیہ...

ہوگا کہ ۹۰ رفیصد اس میں پٹرول ڈالنے کا کام خواتین کی جانب سے ہوتا ہے جس بنا پر خواتین کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے۔

لہٰذا میں اُن والدین سے عرض کرنا چاہتا ہوں جن کے گھروں میں اس طرح کے خیالات پائے جاتے ہیں،برائے کرم نکلیں اُن غلیظ سوچوں سے،دوسروں کو دیکھ کر عبرت سیکھیں، خدا نہ کرے ہمارے گھر کے کسی فرد کے ساتھ اس طرح کی نازیبا حرکتیں کی جائیں،کیا تب ہماری سمجھ میں آئے گا؟عقلمند انسان وہی ہے جو دوسروں کو دیکھ کر نصیحت قبول کر لیتا ہے،لہٰذا جدت پسندی کے جال سے باہر نکلیں اور اپنے اہل خانہ کی پرورش اور گھر میں اسلامی ماحول قائم کرنے کی طرف توجہ دیں۔

برائے کرم ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ اس بات پر خصوصی توجہ دیں،مسلم گھرانوں کے اندرونی حالات پر بھی نگاہ رکھی جائے،مرد وزن کے اختلاط سے بچا جائے،اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں لڑکے لڑکیوں کے سکشن الگ الگ کیے جائیں،انڈرائڈ موبائل سے لڑکیوں کو بچایا جائے اور ان کی حرکات وسکنات،باہر آنے جانے پر خصوصی توجہ دی جائے،تا کہ پہلے مرحلہ میں ہی اس کا سد باب ہو سکے،صوم و صلوٰۃ،تلاوت قرآن پر پابندی کروائی جائے،دینی تعلیم وتربیت پر زور دیا جائے،حدیث وتفسیر کی چھوٹی چھوٹی کتابیں ضرور پڑھائی جائیں،جس وہ صحیح سے اپنے دین کو سمجھ سکیں،اس مہم میں سب سے پہلے بچیوں کے والدین اور بھائیوں کو آگے آنا ہوگا۔ لہٰذا اس پر سختی سے عمل کرایا جائے۔

خواتین سے میری یہ گزارش ہے کہ فاطمہ زہرا(سلام اللہ علیہا)کی کنیز بن کے رہیں،اپنے وجود کو جہنم کا حصہ نہ بنائیں،بلا اشد ضرورت گھر سے ہرگز نہ نکلیں،اگر نکلیں تو گھر کے کسی فرد کے ساتھ ہی جائیں،کیوں کہ بھیڑیوں کا گروہ تمہاری تاک میں ہے،ربِّ کریم ہم سب کے ایمان کی حفاظت فرمائے آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

◆◆◆

احوال قوم وملت

از: محمد تحسین رضا نوری*

مسلم لڑکیاں دینی تعلیمات سے دور

چوبیس گھنٹے میں انسان کو کھانے کی ضرورت صرف تین مرتبہ پڑتی ہے، بعض اشخاص دو وقت کے کھانے پر ہی گزارہ کر لیتے ہیں، لیکن علم دین کی ضرورت ہر فرد کو ہر وقت پڑتی ہے، موجودہ دور میں قوم کو تعلیم کی جس شدت سے ضرورت ہے اُس کا کوئی منکر نہیں، کیوں کہ قوم کا عروج وزوال علم ہی سے وابستہ ہے، قوم وملک کی ترقی میں علم ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے، کیوں کہ علم حضرت انسان کو معزز وممتاز کر دیتا ہے، قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :"یرفع الله الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات"۔ ترجمہ: اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علم کی اہمیت وضرورت کے متعلق ارشاد فرمایا :"طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمه"۔ ترجمہ: علم دین کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔

اس حدیث شریف کی تشریح میں سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے: اس حدیث سے مراد وہ علم ہے جس کا سیکھنا فرض عین ہے، فرض عین وہ علم ہوتا ہے جس کی انسان کو اپنے دین میں ضرورت پڑتی ہے، جیسے علم اصول عقائد جس کے اعتقاد سے آدمی مسلمان سنی المذہب بنتا ہے، اور انکار سے کافر یا بدعتی۔ اُس کے بعد علم مسائل صوم وصلوٰۃ جس کی انسان کو عبادات میں ضرورت پڑتی ہے، اس کے علاوہ روز مرہ کی ضروریات کا علم، جس سے اشیاء کا حسن وقبح، حلال وحرام جانا جا سکے۔ (علی ھذا القیاس)

آج ہمارا معاشرہ علم کے اعتبار سے بالکل کورا نظر آتا ہے، بعض لوگ لڑکوں کی پڑھائی لکھائی پر خوب دھیان دیتے ہیں لیکن بچیوں کی تعلیم وتربیت پر بالکل توجہ نہیں دیتے اور کہتے ہیں کہ لڑکیاں پڑھ کر کیا کریں گی، آخر کرنا تو اُنہیں امور خانہ داری ہی ہے۔ اور بہت سے پڑھاتے تو ہیں لیکن صرف اسکول کالج ہی پڑھاتے ہیں۔

دنیوی تعلیم دینا اچھی بات ہے، لیکن ایک مسلمان کے لیے بنیادی طور پر قرآن کریم، اپنے نبی اپنے مذہب کی تعلیمات حاصل کرنا بھی نہایت ضروری ہے، یاد رکھیں، شریعت مطہرہ نے خواتین کے لیے بڑے حقوق رکھے ہیں، اور دینی تعلیم سے آراستہ کرنا یہ اُن کا حق ہے۔

اس پر خطر اور پر فتن دور میں تیزی سے بڑھ رہے فتنہ ارتداد کو روکنے کا واحد ذریعہ" دینی تعلیم وتربیت" ہے۔ صرف دنیوی تعلیم پر اکتفا کرنا اور دینی تعلیم کو پس پشت ڈال دینا خطرے سے خالی نہیں، موجودہ دور میں دنیوی تعلیم کو ہی سب کچھ سمجھا جاتا ہے جس کے نتائج آج اس صورت میں دیکھنے کو ملے کہ سیکڑوں مسلم بچیاں مرتد ہو گئیں، اور غیر مسلموں کے ساتھ بھاگ کر شادی کر لی، جنتیوں کی صفوں سے نکل کر جہنمیوں کی صفوں میں شامل ہو گئیں۔ حالانکہ اس طرح کی شادیاں کرنے اور مرتد ہونے والی کئی لڑکیوں کی زندگیاں تباہ ہو چکی ہیں۔ ان لوگوں نے خود اپنی تباہی و بربادی کی المناک کہانیاں سنائی ہیں، انہوں نے خود اعتراف کیا کہ ان کا شوہر انہیں اپنے دوستوں کے بھی حوالے کر رہا تھا، ہم آئے دن اخبارات، رسائل و جرائد، سوشل میڈیا پر یہ خبریں دیکھتے رہتے ہیں، لیکن پھر بھی ان کیسز میں کمی ہوتی دکھائی نہیں دیتی، آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ میری ناقص عقل کے مطابق اس کا سبب دینی تعلیم سے دور رہنا اور گھر میں دینی ماحول کا نہ ہونا

نسوانیات

ہے، اگر ہم نے ان کو دینی تعلیم دی ہوتی، اُن کو (مکمل عالمہ نہ صحیح لیکن) اتنا تو پڑھایا ہوتا کہ وہ خود قرآن مجید کو مع ترجمہ اور چند چھوٹی چھوٹی حدیث کی کتابیں پڑھ لیتیں، اُن کو اُن کے مذہب ومسلک کی حقانیت معلوم ہوتی، والدین اُن کو شرم وحیا کا پیکر بناتے، بے شرمی بے حیائی کے بھیانک نتائج سے انہیں واقفیت کراتے تو آج یہ دن ہمیں دیکھنے کو نہ ملتے۔

ہماری لڑکیاں ان کے جال میں جن وجوہات سے پھنستی ہیں، ان میں ایک بڑا سبب اختلاط مرد وزن ہے، یہ اختلاط ہر جگہ پر پایا جاتا ہے، کوچنگ کلاسز میں بھی پایا جاتا ہے اور ہوسٹلز میں بھی پایا جاتا ہے، موبائل انٹرنیٹ، سوشل میڈیا کے ذریعہ یہ اختلاط اور عام ہو گیا ہے، پیغام بھیجنے اور موصول کرنے کی مفت سہولت نے اسے اس قدر اس بے حیائی کو بڑھاوا دے دیا ہے کہ گھر والوں کے سامنے لڑکی سوشل میڈیا کے ذریعہ واٹس ایپ، فیسبک، ٹوئیٹر، انسٹا گرام وغیرہ پر لڑکوں سے بات کر رہی ہوتی ہے اور اہل خانہ کو اس بات کی بھنک تک نہیں لگتی، معاملہ تب کھل کر سامنے آتا ہے جب لڑکی جا چکی ہوتی ہے۔

آج جہاں نہ دیکھو عورتوں کی بھیڑ نظر آتی ہے، آج ہماری ماں اور بہنیں میلوں اور ٹھیلوں کی زینت بنی ہوئی ہیں، مرد حضرات شادی بیاہ، بازار، دوکان، اسکول، کالج، ٹیوشن وغیرہ اکیلے جانے کی اجازت دے دیتے ہیں، یہ بھی نہیں دیکھتے کہ لڑکی باپردہ گئی ہے یا بے پردہ، یاد رکھیں، گھر کی خواتین کو بے پردہ گھمانے والے شخص کو حدیث شریف میں "دیوث" کہا گیا ہے اور دیوث جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔

اسکول وکالجز میں پڑھنے والے غیر مسلم لڑکے ہماری بچیوں کو مال ودولت، لغزری گاڑیاں، اونچی بلڈنگیں اور عیش وآرام کی جھوٹی زندگی دکھا کر باآسانی اُنہیں اپنے جال میں پھنسا لیتے ہیں، اور یہ مسلم لڑکیاں اپنے قیمتی اثاثے یعنی ایمان کا سودا ایک ایسی چیز سے کر دیتی ہیں جس کا خارج میں وجود تک نہیں ہوتا، اُن کے ساتھ جا کر اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں، آخر میں دردناک موت اور دائمی عذاب کے علاوہ کچھ ہاتھ نہیں آتا، آخر یہ سب کیوں ہوتا ہے؟ صرف اس بنا پر کہ اُن کی تربیت اسلامی ماحول میں نہیں ہوتی، اُن کے پاس ضروریات دین کا علم نہیں ہوتا، وہ مذہب اسلام اور اپنے ایمان کی اہمیت نہیں جانتی، اسی لیے اپنے ایمان کو دنیا کے بدلے بیچ دیتی ہیں۔

اسلامی طبقہ کے وہ افراد جنہیں اللہ تعالیٰ نے کثیر مال و دولت سے نوازا ہے، اور سیر وتفریح کی غرض سے جن کی آمد و رفت مختلف علاقوں اور مختلف ممالک میں ہوتی رہتی ہیں، جہاں وہ قسم قسم کے مذاہب کے لوگوں کو دیکھتے ہیں، اور لباس بشر میں ملبوس شیطان صفت ایسے مسلمانوں کو دیکھتے ہیں جن کا ان کے دین ومذہب سے دور دور تک کوئی تعلق نہیں ہوتا، ان سب کو دیکھ کر یہ افراد اُن کا اثر بہت جلد قبول کر لیتے ہیں اور آزاد خیالی اور جدت پسندی کے شکار ہو جاتے ہیں، پھر اُنہیں بغیر نقاب کے گھومنے، پارکوں اور کلبوں میں رات گزارنے، نامحرم مردوں کے ساتھ ہنسنے کھیلنے، اور اُن سے دوستی یاری کرنے کو برا نہیں سمجھتے ہیں، بلکہ اسے دور جدید کے نئے فیشن کا نام دے دیتے ہیں، پھر اُنہیں اسلامی ماحول میں گھٹن محسوس ہونے لگتی ہے، اور اُن کے دیوث قسم کے والدین اُنہیں پوری چھوٹ دے کر اپنا دامن یہ کہ کر جھاڑ لیتے ہیں کہ ہمیں ہماری بچی پر پورا یقین ہے، اسے بھی حق ہے آزاد زندگی گزارنے کا۔ نعوذ باللہ من ذٰلک وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ بروز قیامت سب سے پہلے اُنہیں کی گردن دبوچی جائے گی۔

بصورت دیگر انہیں خرابیوں، اور عریانیت لوگوں کی نفسانی خواہشات کو ابھارنے میں زہر قاتل سا اثر کرتی ہیں جس کی وجہ سے اس قسم کی لڑکیاں مردوں کی ہوس کا شکار ہو جاتی ہیں، پھر سڑکوں اور گلیوں میں انہیں بچیوں کے اہل خانہ، رشتہ دار، دوست واحباب اور اہل محلہ سڑکوں پر نکل کر احتجاج کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور نعرے لگاتے ہیں کہ ہماری بچیاں محفوظ نہیں ہیں۔

معزز قارئین: ذرا انصاف سے بتائیں کیا اس طرح کے ہونے والے جرائم اور کیسز کی ذمہ دار کیا صرف مرد ذات ہے، عورت کا اس میں کوئی ہاتھ نہیں؟ یقیناً آپ سب کا جواب یہی بقیہ ص ۱۵ / پر

از: علامہ سید اولاد رسول قدسیؔ*

دوسری اور آخری قسط

حضور غوث اعظم اور احیائے دین متین

گزشتہ سے پیوستہ

اسی طرح مسلم شریف کے اندر حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مروی حدیث میں سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: إن الصدق بر وإن البر يهدي إلى الجنة. وإن الكذب فجور وإن الفجور يهدي إلى النار۔ یعنی کہ سچ بولنا نیکی ہے اور نیکی موصل جنت ہوا کرتی ہے اور جھوٹ فسق و فجور ہے اور فسق و فجور انسان کو واصلِ جہنم کر دیتا ہے۔ لگے ہاتھ ایک اور انتہائی درس خیز و عبرتناک حدیث ملاحظہ فرمائیں۔ ترمذی شریف میں مذکور ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: إذا كذب العبد تباعد عنه الملک ميلاً من نتن ما جاء به۔ یعنی کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو سے فرشتہ ایک میل دور ہٹ جاتا ہے۔

اگر تاریخِ اسلام کا بالغائر مطالعہ کیا جائے تو یہ بات مترشح ہو جائے گی کہ بانئ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلی دعوتِ حق کی بنیاد بھی صداقت پر رکھی۔ میرے اس دعوے کا پشت پناہ تاریخ کا وہ زریں موقع ہے جب رسولِ برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی قوم کو جمع فرما کر فاران کی چوٹی پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا تھا کہ مکہ والو! یہ بتاؤ اگر میں یہ کہوں کہ پہاڑ کے عقب سے ایک لشکر تم پر حملہ آور ہوا چاہتا ہے تو کیا تم میری بات پر سرِ تسلیم خم کر دو گے؟ تو ایسے وقت میں سب کے سب نے بہ یک زبان ببانگ دہل یہ کہا تھا اے محمد! بلاشبہ بلا چوں و چرا اور بے جھجھک ہم آپ کی بات مان لیں گے کیوں کہ آپ ایسے امین و صادق ہیں کہ ہم نے کبھی آپ کو جھوٹ بولتے دیکھا اور نہ سنا ہے۔ آپ کی امانت و صدقت کے سامنے پورا عرب کل بھی سربہ خم تھا، ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

یہی وہ بانئ اسلام اور ان کے وفا شعار غلاموں کا لائقِ تقلید صدق و صفا سے معمور عمل ہے کہ جس کی بنیاد پر اسلام کی صداقت و حقانیت اپنے تو اپنے اغیار کے دلوں میں بھی پیوست ہوتی چلی گئی۔ آج بھی اگر ہم مسلمان راست بازی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیں تو پھر وہ دن دور نہیں کہ ہم ڈاکٹر اقبال کے مندرجہ ذیل شعر کے صحیح مصداق بن سکتے ہیں:

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

حضور تاجدارِ ولایت من جانب اللہ محی الدین کے جلیل القدر منصب پر فائز تھے اور آپ نے تاحیات ظاہری احیاءِ دیں کا فریضہ احسن طریقے سے انجام دیا۔ آپ نے رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کا حق اپنے علم و فضل اور روحانی اقدار سے بخوبی ادا کیا۔

بلاشبہ آپ کے محیر العقول علم و فضل پر رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بے پایاں فیضان تھا۔ اخبار الاخیار کے اندر مندرج ہے حضور تاجدارِ ولایت کا علوم عقلیہ و نقلیہ سے فراغت حاصل کرنے کے بعد کا واقعہ ہے کہ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنے دیدار سے باریاب فرمایا اور پوچھا اے عبدالقادر! اب تمہارا سینہ علوم و معارف کا گنجینہ بن چکا ہے۔ تمھیں خلق اللہ کو اپنے مواعظِ حسنہ سے مستفیض کرنا ہے۔

لہٰذا اب تم وعظ و نصیحت کا باضابطہ آغاز کرو۔ واضح رہے کہ یہ حضور تاجدارِ ولایت کی انتہائی خوش بختی تھی کہ آپ جہاں متعدد بار عالم خواب میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے

اسلاف و اخلاف

مشرف ہوئے وہیں عالمِ بیداری میں بھی آپ کو یہ شرف حاصل ہوتا رہا۔ سرکارِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم وعظ پر آپ نے بصد ادب واحترام عرض کیا یا رسول اللہ! آپ پر میرے والدین کریمین قربان ہوں۔ میں نے کئی بار چاہا کہ وعظ کے ذریعہ لوگوں کی اصلاح کروں مگر یہ سوچ کر میں اپنی خواہش کو جامۂ تکمیل نہ پہنا سکا کہ بغداد میں عربی زبان کے بڑے بڑے ماہرین اور نامور فصحا وبلغا رہتے ہیں۔ مجھے عجمی ہونے کی بنیاد پر ان کے سامنے لب کشا ہونے میں جھجھک محسوس ہوتی ہے۔ اتنا سننا تھا سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے عبدالقادر اپنا منھ کھولو۔ جوں ہی آپ نے اپنا منھ کھولا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے منھ میں سات بار لعاب دہن ڈالا اور فرمایا کہ اب جاؤ بلا خوف وخطر وعظ ونصیحت کرو اور اپنے مواعظ حسنہ سے لوگوں کے قلوب واذہان کو دینی تعلیمات سے سرشار ومعمور کرو۔

حضور تاجدارِ ولایت فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ قبلِ ظہر رونما ہوا اور جب میں نماز ظہر سے فارغ ہوا تو مولائے کائنات کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم تشریف لائے۔ آپ نے بھی حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح انتہائی شفقت آمیز انداز میں فرمایا اے عبدالقادر! اپنا منھ کھولو۔ چنانچہ آپ نے سات مرتبہ کے بجائے چھ مرتبہ میرے منھ میں لعاب دہن ڈالا۔ میں نے عرض کیا حضور والا تبار! ایک بات سمجھ میں نہیں آئی کہ نانا جاں نے سات بار اپنے لعاب دہن سے مجھے باریاب فرمایا مگر آپ نے چھ بار! اخیر اس میں کون سی حکمت پنہاں ہے۔

حضور تاجدارِ ولایت کے اس سوال پر کہ ''نانا جان نے سات بار اپنے لعاب دہن سے مجھے باریاب فرمایا مگر آپ نے چھ بار! اس میں کون سی حکمت ہے؟'' مولائے کائنات نے فرمایا کہ رسولِ مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ کا ادب ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے میں نے ایک بار کم لعابِ دہن ڈالا تا کہ ادب کا پاس بھی رہ جائے اور برابری کا شائبہ بھی پیدا نہ ہو۔

''بہجۃ الاسرار'' شریف میں یہاں تک مرقوم ہے کہ ایسے موقع پر حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضور تاجدارِ ولایت پر اس قدر لطف وکرم فرمایا کہ لعابِ دہن سے نوازنے کے ساتھ ساتھ آپ کو یہ فرماتے ہوئے خلعت سے بھی شرف یاب فرمایا کہ یہ خلعت تمھارے لیے دیگر اقطاب واولیاء سے مخصوص ہے۔ حضور تاجدارِ ولایت فرماتے ہیں کہ ان تبرکات کا ایسا زریں اثر مرتب ہوا کہ میری محفلِ وعظ میں سامعین کی تعداد اس قدر بڑھنے لگی کہ بغداد کی جامع مسجد تنگ ہوگئی بالآخر لوگوں نے عیدگاہ میں میرے لیے منبر بچھایا۔

شیخ عبدالجبائی علیہ الرحمہ کا یہ قول قلائد الجواہر میں موجود ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ حضور تاجدار ولایت کی محفلِ وعظ میں کبھی بھی ستر ہزار سے کم مجمع نہیں ہوا بلکہ اس سے زیادہ مزید فرماتے ہیں کہ آپ کی عظیم الشان کرامت تھی کہ ستر ہزار کے مجمع کے اندر ہر فرد پہلی صف سے لے کر آخری صف تک آپ کی آواز یکساں سنا کرتا تھا۔

آپ کے مواعظِ حسنہ کے اثرات سے متعلق ہم نے سابق صفحے میں ذکر کیا ہے کہ آپ کی شاید ہی کوئی ایسی مجلس ہو جہاں یہود ونصاریٰ حلقہ بگوشِ اسلام اور فساق وفجار تائب نہ ہوئے ہوں۔ علاوہ ازیں علوم ومعارف سے لبریز آپ کے بیانات سننے کے بعد سامعین پر ایسی وجدانی کیفیات طاری ہوجاتیں کہ فرطِ جذبات میں کوئی اپنا گریبان چاک کرلیتا تو کوئی اپنے کپڑے پھاڑ لیتا تو کوئی اپنا ہوش وحواس کھو بیٹھتا۔ آپ کی مجلسِ وعظ میں مذکورہ کیفیات اس وقت ظہور پذیر ہوتیں جب آپ اپنی مخصوص شانِ ولایت سے فرماتے ''قال تو ہوچکا اب حال کی طرف آئیے۔'' آپ کی روحانی ونورانی مجلس کا عالم یہ تھا کہ جب تک آپ وعظ فرماتے رہتے اس وقت تک پورے مجمع میں سکوت ہی سکوت ہوتا اور تمام سامعین پر اس قدر محویت حاوی رہتی کہ نہ کسی کو تھوک آتا نہ کوئی کھنکھارتا اور نہ کوئی کسی قسم کا کلام کرتا۔ سب کے سب ایسے ہمہ تن گوش رہتے کہ جیسے سب کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔

شیخ عبداللہ محمد بیان فرماتے ہیں کہ ''بوقت وعظ حضور تاجدارِ ولایت کی نگاہِ کیمیا کا اثر سامعین کے چہروں پر نہیں بلکہ

اسلاف واخلاف

دلوں پر ہوتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی اثر انگیز تقاریر سے لوگوں کے دلوں کی دنیا اس طرح بدل جاتی کہ پھر ان میں ذرہ برابر بھی آلائش باقی نہیں رہتی تھی۔ بلفظ دیگر یوں کہہ لیجیے کہ لوگوں کے قلوب واذہان روحانیت ونورانیت کی آماجگاہ بن جاتے تھے۔

شہزادہ حضور تاجدارِ ولایت حضرت امام ابو بکر عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی کے خلیفۂ اجل حضرت علی بن ہیتی نے بتایا کہ جب میرے والدِ مکرم وعظ ونصیحت کا آغاز اپنے مخصوص انداز میں الحمدللہ سے فرماتے تو محفل میں جتنی تعداد شرکا و سامعین کی ہوتی تھی اس سے کہیں بڑھ کر ایسے حضرات بھی شریکِ بزم ہوتے تھے جو ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتے تھے۔ اس وقت جو بارانِ رحمت ونور کا دل نواز منظر ہوتا تھا وہ احاطۂ بیان میں لایا جاسکتا ہے اور نہ صفحۂ قرطاس پر صاحب بہجۃ الاسرار فرماتے ہیں کہ جب دورانِ وعظ حضور تاجدارِ ولایت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی مسئلہ دریافت کرتا تو آپ بجائے فوری جواب عطا کرنے کے آپ فرماتے کہ مجھے اس مسئلے کی وضاحت وتفصیل کے لیے اجازت لینے دو۔ پھر آپ تھوڑی دیر اپنے سرِ انور کو جھکا کر توقف فرماتے اور مسئلے کا ایسا شافی جواب مرحمت فرماتے کہ نہ صرف یہ کہ سائل کو اطمینان قلبی حاصل ہوجاتا بلکہ تمام سامعین عش عش کرا ٹھتے۔

آپ خود فرماتے ہیں کہ میں اس وقت تک کوئی بات پیش نہیں کرتا جب تک مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ سے اذن نہیں مل جاتا۔ گویا آپ کی گفتگو مشیت ایزدی کی آئینہ دار ہوا کرتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے مواعظِ حسنہ کے اثرات سامعین کے قلوب واذہان میں مرتسم ہونے کے ساتھ ساتھ راسخ ہوجاتے۔

حضور تاجدارِ ولایت کی مجلسِ وعظ میں نہ صرف یہ کہ انسانوں کی کثیر تعداد جمع ہوتی بلکہ جنات بھی جوق در جوق حاضر ہوتے تھے اور آپ کی بااثر تقاریر سے فیوض و برکات کا خزانہ لے کر جاتے تھے۔ جس طرح آپ کے نصائح سے انسان کفرو شر سے تائب ہوتے وہیں جنات بھی آپ کی بارگاہ سے اپنے دلوں کو مصفی ومزکی بنا کر واپس ہوتے۔

چنانچہ شیخ ابوزکریا بن یحییٰ فرماتے ہیں کہ میرے والد مکرم کے حکم پر جنات حاضر ہوا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے جنوں کو حاضر ہونے کا حکم صادر فرمایا مگر وہ بجائے فوراً حاضر ہونے کے تھوڑی دیر کے بعد حاضر ہوئے۔ آپ نے ان سے تاخیر وتوقف کی وجہ پوچھی تو جنوں نے بڑے ادب واحترام کے ساتھ جواباً عرض کیا حضور والا! آپ کی بارگاہ میں ہماری حاضری کی تاخیر کا سبب یہ تھا کہ جس وقت آپ نے ہمیں طلب فرمایا اس وقت ہم سب حضور تاجدار ولایت کی مجلس وعظ میں شریک تھے۔ انھوں نے مزید یہ کہا کہ آپ سے ہماری التجا ہے کہ برائے کرم ہمیں ایسے موقع پر نہ بلائیں جب حضور تاجدارِ ولایت وعظ ونصیحت کے گوہر گرانمایہ لٹا رہے ہوں۔ جنوں نے مزید کہا کہ جناب والا! ہم آپ کو یہ بھی بتا دیں کہ حضور تاجدارِ ولایت کے مواعظِ حسنہ سے متاثر ہو کر ہزاروں کافر جن آپ کے دستِ حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہو چکے ہیں۔

حضور تاجدارِ ولایت کی انھیں خصوصیات کی بنیاد پر آپ کو غوث الثقلین سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ ثقلین کہتے ہیں جن وانس کو اور غوث کہتے ہیں فریادرس کو۔ گویا غوث الثقلین کا معنیٰ ہے جن وانسان کا فریادرس۔ تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ آپ نے دو چار سال نہیں بلکہ چالیس سال تک متواتر وعظ ونصیحت فرمایا۔ اس چالیس سال کی مدت میں جہاں ہزاروں لاکھوں گم گشتہ انسان راہِ راست پر گامزن ہوئے وہیں جنوں کی کثیر تعداد بھی صراطِ مستقیم پر قائم ودائم ہوئی۔

حضور تاجدارِ ولایت کا ذکرِ جمیل تشنہ تکمیل رہ جائے گا اگر آپ کے عظیم الشان اعلان ''میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے'' کا بیان نہ ہو۔

حضور تاجدارِ ولایت کے اس عظیم الشان اعلان سے متعلق حافظ ابوالعز عبدالمغیث بن حرب بغدادی فرماتے ہیں کہ آپ نے جب یہ اعلان فرمایا کہ ''میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے''

تو اس متبرک مجلس میں جہاں میں موجود تھا وہیں پچاس سے زائد عالی مرتبت مشائخ کرام بھی جلوہ افروز تھے جوں ہی آپ نے اعلان فرمایا تو سب سے پہلے آپ کے محبوب ترین خلیفہ حضرت شیخ علی بن ہیتی دیوانہ وار اٹھے اور آپ کے مقدس منبر کے پاس جا کر آپ کے قدم ناز کو اپنی گردن پر رکھ لیا۔ ان کے فوراً بعد مجلسِ مبارک میں موجود سارے مشائخ عظام نے اپنی اپنی گردنیں فرطِ عقیدت ومحبت کے ساتھ یہ کہتے ہوئے جھکا لیں کہ ہاں بلا شبہ آپ کا مقدس قدم ہماری گردنوں پر ہے۔

سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے اس واقعہ کو کس قدر پیارے انداز سے شعری پیکر میں ڈھالا ہے ملاحظہ فرمائیں:

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیا ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

حضور تاجدارِ ولایت کے اعلان پر صرف آپ کی مجلسِ پاک میں رونق افروز مشائخ عظام اور اولیا کرام نے گردنیں خم نہ کیں بلکہ جہاں جہاں اولیا اللہ موجود تھے سب لبیک کہتے ہوئے سر بہ خم ہوگئے۔ یہ آپ کی بے مثال کرامت اور فقید النظیر عظمتِ شان کی روشن دلیل ہے۔

تفریح الخواطر میں مذکور ہے کہ آپ کے اس اعلان کے وقت خواجۂ خواجگاں، شاہِ ہندوستاں، عطائے مصطفیٰ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ خراسان کے پہاڑ پر خالقِ کائنات کی عبادت میں مستغرق ومنہمک تھے۔ یہ چنداں بتانے کی ضرورت نہیں کہ خراسان کا وہ پہاڑ (جو ایران میں ہے) بغدادِ معلّٰی سے کتنے فاصلے پر تھا مگر اس کے باوجود حضور تاجدارِ ولایت کا اعلان آپ نے صرف سنا ہی نہیں بلکہ سنتے ہی فوراً اپنے سرِ مبارک کو زمین پر رکھ دیا اور فرمایا حضور والا! آپ کا مقدس قدم معین الدین کے گردن پر ہی نہیں بلکہ اس کے سر اور آنکھوں پر ہے۔

حضور خواجۂ خواجگاں کی طرح حضرت بہاء الدین نقشبند علیہ الرحمہ نے بھی آپ کے اعلان کو سن کر فرمایا تھا کہ بے شک آپ کا قدم صرف گردن ہی کیا بلکہ میری آنکھوں پر ہے۔

بہجۃ الاسرار میں حضرت شیخ عدی بن مسافر جن کا اکابر اولیاء میں شمار ہوتا ہے کا بیان کچھ اس طرح مذکور ہے کہ حضور تاجدارِ ولایت کے اس اعلان پر اس وقت تین سو اولیاء اللہ اور سات سو رجالِ غیب نے جن میں بعض زمین پر بیٹھنے والے اور بعض ہوا میں اڑنے والے تھے بلا توقف سب نے اپنی اپنی گردنیں جھکا لیں۔

گذشتہ صفحے میں ہم نے جو باتیں بیان کی ہیں ان کا تعلق حضور تاجدارِ ولایت کے دور کے اولیاء اللہ سے تھا لیکن آپ کے علوِ مرتبت کا یہ عالم ہے کہ آپ کے اس اعلان کے تقریباً دو سو سال قبل سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب عالمِ کشف میں فرمایا تھا "اس کا قدم میری گردن پر ہے تو یہ سن کر آپ کے حلقۂ ادارت میں موجود لوگوں نے عرض کیا حضور! کس کے بارے میں فرمارہے ہیں؟ کون کس کا قدم! ہم نے کچھ سمجھا نہیں برائے کرم للہ اس کی وضاحت فرمادیں کیوں کہ ہم نے آپ کو بڑے ہی پرجوش لہجے میں متعدد بار یہ کہتے ہوئے سنا کہ "اس کا قدم میری گردن پر ہے"، "اس کا قدم میری گردن پر ہے"۔ حضرت سید الطائفہ نے جواباً ارشاد فرما کہ سنو آج سے دو سال بعد شیخ عبد القادر جیلانی بغداد میں یہ اعلان فرمائیں گے کہ میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے اور میں ابھی سے یہ اعترافاً کہہ رہا ہوں کہ ان کا قدم میری گردن پر ہے۔

حضور تاجدارِ ولایت کے اس عظیم الشان اعلان پر جہاں جملہ اولیاء اللہ نے اپنی گردنیں جھکا لیں وہیں تاریخ وسیر کی کتابوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے اعلان کی تصدیق ملائکہ نے بھی کی جیسا کہ "بہجۃ الاسرار" میں مندرج ہے کہ شیخ بقا بن بطور رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا شمار ابدال میں ہوا کرتا تھا فرماتے ہیں کہ جب شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "قدمی ہٰذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ" یعنی میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے فرمایا تو اس وقت ربِ کائنات کے نوری ومعصوم ملائکہ

اسلاف واخلاف

نے آپ کے ارشاد کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا صدقت یا عبداللہ یعنی اے اللہ کے بندے آپ نے سچ فرمایا۔

اسی طرح اسی بهجة الأسرار میں شیخ خلیفۃ الاکبر علیہ الرحمۃ والرضوان کے معتبر و مقدس خواب کا بیان مذکور ہے کہ حضور تاجدارِ ولایت کے اعلان (میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے) کے فوراً بعد رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے اعلان کی توثیق و تائید یوں فرمائی "صدق الشیخ عبدالقادر فکیف لا وھو القطب وانا ارعاہ" یعنی شیخ عبدالقادر نے سچ کہا اور وہ ایسا کیوں نہ کہیں جب کہ وہ قطب دوراں ہیں اور میں ان کا نگہدار ہوں۔

اس روایت کے سلسلے میں کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ خواب کی بات ہے لہٰذا ضروری نہیں کہ یہ صادق بھی ہو کیوں کہ خواب تو خواب ہوتا ہے اسے معتبر کیسے سمجھا جاسکتا ہے۔ اس تناظر میں پہلی بات تو یہ ہے کہ خواب جہاں برے ہوتے ہیں وہیں اچھے بھی ہوتے ہیں۔ صحیحین شریفین میں دونوں قسم کے خوابوں سے متعلق صحابیٔ رسول حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث یوں موجود ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: الرؤیا الصالحۃ من اللہ، والحلم من الشیطان۔ یعنی اچھا خواب من جانب اللہ ہوتا ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے۔ برے خواب دیکھنے پر بندے کو کیا کرنا چاہیے اس بابت بھی مسلم شریف کے اندر رسولِ گرامی قدر صلی اللہ وسلم کا ارشادِ پاک ہے: اذا رای احدکم الرویا یکرھھا فلیبصق عن یسارہٖ ثلثاً ویستعذ باللہ من الشیطان ثلثا ولیتحول عن جنبہ الذی کان علیہ۔ کہ جب تمھیں کبھی برا خواب نظر آئے تو بیدار ہو کر بائیں جانب تین بار تھوک دیا کرو اور تین مرتبہ تعوذ یعنی شیطان لعین سے ربِ کائنات کی پناہ طلب کر کے کروٹ بدل دیا کرو۔

یہ ساری باتیں برے خوابوں سے متعلق تھیں اب رہا اچھے خواب کا معاملہ تو یاد رہے کہ اچھے خوابوں کی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کرنے کے پہلو بہ پہلو ان کی تحسین بھی فرمائی ہے۔ جیسا کہ صحیحین شریفین کے اندر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا: الرؤیا الصالحۃ جزء من ستۃ وار بعین جزء من النبوۃ۔ یعنی کہ اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

اس بندۂ مومن کی خوش نصیبی کا کیا کہنا جو اپنے خواب میں تاجدارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے شادکام ہو۔ یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشیں رہے کہ یوں تو شیطان کسی کی بھی شکل اختیار کیے ہمارے خواب میں وارد ہوسکتا ہے لیکن رسولِ گرامی قدر صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل ہرگز ہرگز اختیار نہیں کرسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے بڑے واضح انداز میں ارشاد فرمایا: من رآنی فی المنام فقد رآنی۔ کہ جس نے خواب میں مجھے دیکھا بلا شبہ یقیناً اس نے مجھ ہی کو دیکھا۔ بطورِ استدلال صحیح البخاری کی وہ حدیث پیش کی جاسکتی ہے جس میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ سلم نے ارشاد فرمایا: من رآنی فی المنام فقد رآنی، فان الشیطان لا یتمثل فی صورتی۔ کہ جس نے خواب میں مجھ کو دیکھا اس نے یقیناً مجھ ہی کو دیکھا اس لیے کہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔

حضور تاجدارِ ولایت کے اس اعلان پر کہ "میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے" حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی توثیق و تصدیق بلا شبہ درجۂ اعتبار رکھتی ہے۔ پہلی وجہ تو یہ ہے کہ آپ کو خواب میں دیکھنا آپ ہی کو دیکھنا ہے پھر دیکھنے والے کی شخصیت کوئی معمولی شخصیت نہیں بلکہ ایک ایسے دیکھنے والے نے اپنے خواب کا ذکر کیا جو بحرِ ولایت کا غواص وشناور ہے۔

میرا خیال ہے کہ اسی توثیق و تصدیق سے متاثر ہو کر تحدیثِ نعمت کے طور پر حضور تاجدارِ ولایت نے اپنے شہرۂ آفاق قصیدہ قصیدۂ غوثیہ میں فرمایا:

مقا مکم العُلیٰ جمعاً وّلکن
مقامی فوقکم مازال عال
ولّانی علی الاقطاب جمعاً

فحکمی نافذ فی کل حال
وکل ولی لہٗ قدم وانّی
علی قدم النبی بدر الکمال

ترجمہ : اے اولیاء کاملین! تم سب کا مقام و مرتبہ بلندی پر ہے لیکن میرا مقام از ازل تا ابد تم سب سے بلند تر ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے جملہ اقطاب پر حد درجہ فائق بنایا ہے یہی وجہ ہے کہ میرے احکام ہر حال میں جاری وساری رہتے ہیں۔ ہر ولی کسی نہ کسی کے قدم پر ہوتا ہے اور میں نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مقدس پر ہوں۔

قلائد الجواہر میں مندرج ہے کہ ۳ ؍رمضان المبارک ۵۹۹ھ میں حضرت شیخ حیات بن قیس الحرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جامع مسجد میں ایک بھرے مجمع کے سامنے اس حقیقت کا انکشاف کیا کہ حضور تاجدارِ ولایت کے اس ارشاد ''میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے'' پر اولیاءِ کاملین کا بلا تامل اپنی گردنوں کو جھکا لینا اللہ تبارک وتعالیٰ کو اس قدر پسند آیا کہ اس نے اس کے صلے میں نہ صرف یہ کہ ان کے قلوب و اذہان کو بے بہا انوار و تجلیات سے معمور کر دیا بلکہ ان کے علوم میں اضافہ فرماتے ہوئے ان کے درجات و مراتب کو بلند سے بلند تر فرما دیا۔

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ اعلان ''قدمی ھٰذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ'' یقیناً من جانب اللہ تھا اور اس اعلان کے وقت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے پاس کس طرح خلعت بھیجی اور اولیاء اولین و آخرین کا کس طرح عظیم الشان اجتماع منعقد ہوا اس سلسلے میں سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتاویٰ رضویہ مترجم کی ۲۸ ویں جلد میں حضرت امام ابو سعید قیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول یوں نقل فرمایا ہے کہ جب سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''قدمی ھٰذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ'' تو اس وقت تجلی الحق عزوجل قلبہ و جائتہ خلعۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی یدطائفۃ من الملائکۃ المقربین و البساھا بمحضر من جمیع الاولیا من تقدم منھم وما تاخر الاحیاء با جسادھم والاموات بارواحھم وکانت الملائکۃ ورجال الغیب حافین بمجسلہ واقفین فی الھوا صفوفا حتی استد الافق بھم ولم یبق ولی فی الارض الاحنا عنقہ۔

یعنی اللہ عزوجل نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب مبارک پر تجلی فرمائی اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہ ملائکۂ مقربین کے ہاتھ ان کے لیے خلعت بھیجی اور تمام اولیا اولین و آخرین کا مجمع ہوا جو زندہ تھے وہ بدن کے ساتھ حاضر ہوئے اور جو انتقال فرما گئے تھے ان کی ارواح طیبہ آئیں۔ ان سب کے سامنے وہ خلعت حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنایا گیا۔ ملائکہ اور رجال الغیب کا اس وقت ہجوم تھا۔ ہوا میں صفیں باندھے کھڑے تھے۔ تمام افق ان سے بھر گیا تھا اور روئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہ تھا جس نے گردن نہ جھکا دی ہو۔

اسی فتاویٰ رضویہ میں حضرت خضر علیہ السلام کا قول سیدنا غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلے میں مرقوم ہے کہ آپ نے حضرت ابو محمد بن عبد بصری کے سوال پر کہ مجھے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے حال کے بارے میں بتائیے فرمایا: ''ھو فرد الاحباب وقطب الاولیاء فی ھٰذا الوقت''

یعنی حضرت شیخ عبد القادر تمام محبوبوں میں فقید النظیر اور تمام اولیاء کے قطب ہیں آپ نے مزید فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی ولی کو کسی مقام تک نہ پہنچایا جس سے اعلیٰ مقام شیخ عبد القادر کو نہ پلایا ہو نہ کسی حبیب کو جام محبت پلایا جس سے خوشگوار تر شیخ عبد القادر نہ پیا ہو، نہ کسی مقرب کو کوئی حال بخشا کہ شیخ عبد القادر اس سے بزرگ تر نہ ہو۔ اللہ نے ان میں اپنا وہ راز ودیعت رکھا ہے جس سے وہ جمہور اولیاء پر سبقت لے گئے۔

اخیر میں حضرت خضر علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ''وما اتخذ اللہ ولیاً کان اویکون الا وھو متادب معہ الی یوم القیمۃ'' یعنی اللہ نے جتنوں کو ولایت دی اور جتنوں کو قیامت تک دے سب شیخ عبد القادر کے حضور ادب کیے ہوں۔

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلے میں مذکورہ

اسلاف واخلاف

باتوں سے آپ کی رفعتِ شان مہر نیم روز کی طرح عیاں ہو جاتی ہے۔ آپ کی فعتِ شان پر اس سے بڑھ کر کیا دلیل ہوگی کہ آپ نے فرمایا کہ ''انا شیخ الکل'' یعنی میں سب کا پیر ہوں۔ اس سلسلے میں سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے فتاویٰ رضویہ میں ولی جلیل حضرت علی بن ادریس یعقوبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول درج کیا ہے کہ آپ خود کہتے ہیں کہ میں نے شیخ عبدالقادر کو فرماتے ہوئے سنا ''الانس لھم مشائخ و الملائکۃ لھم مشائخ وانا شیخ الکل۔ یعنی انسانوں کے لیے پیر ہیں، فرشتوں کے لیے پیر ہیں اور میں سب کا پیر ہوں۔

برخلاف اس کے اگر کسی نے حضور تاجدارِ ولایت کے اعلان وارشاد پر اپنے سر کو خم نہ کیا یا سر بہ خم ہونے میں تامل کیا تو پھر یا تو اس کی ولایت سلب کر لی گئی یا اس کا حال دگرگوں ہوتا چلا گیا، اس سلسلے میں قلائد الجواہر کے اندر ایک بہت بڑے صاحبِ کشف بزرگ کا قول یوں مذکور ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ جہاں میں نے حضور تاجدارِ ولایت کے ارشاد پر مشرق میں جلوہ فگن جملہ اولیا کو اپنی گردنیں جھکاتے ہوئے ملاحظہ کیا وہیں ایک ایسے شخص کو بھی دیکھا جس نے آپ کے ارشاد پر سر بہ خم ہونے میں تامل کیا تو فوراً اس کا حال متغیر ہو گیا۔ اس قسم کے دیگر واقعات مستند تاریخ وسیر کی کتابوں میں ملتے ہیں جس سے یہ بخوبی ظاہر ہوجاتا ہے کہ جس کسی نے آپ کے اعلان پر لبیک نہ کہا اسے بعد میں اپنے متغیر حالت پر کفِ افسوس ملنا پڑا۔

مذکورہ باتوں پر کسی کو ورطۂ حیرت میں پڑنے کی ضرورت نہیں کیوں کہ حضور تاجدارِ ولایت نے یہ اعلان از خود نہیں کیا بلکہ آپ من جانب اللہ اس اعلان پر مامور تھے۔ ظاہر ہے جس نے بھی اس اعلانِ مامور پر لبیک کہتے ہوئے جبیں سائی کی وہ دونوں جہاں میں شادکام ہو گیا اور جس نے بھی اس کے برخلاف کیا وہ زیرِ عتاب آ گیا۔

ہمارے اس دعوے کا پشت پناہ حضرت شیخ ابوسعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ بہجۃ الاسرار میں مندرج ہے کہ ایک مرتبہ چند مشائخ کرام نے حضرت شیخ ابوسعید قیلوی سے حضور تاجدارِ ولایت کے اعلان ''میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے'' سے متعلق استفسار فرمایا کہ حضور والا! کیا شیخ عبدالقادر جیلانی نے یہ اعلان حکماً کیا تھا؟ حضرت شیخ ابوسعید قیلوی نے جواباً ارشاد فرمایا بلاشبہ یہ حکم من جانب اللہ تھا۔ آپ نے مزید یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ایسا اعلان قطبیت کے کامل ترین مقام پر دال ہوتا ہے۔ بلفظِ دیگر اس کا مفہوم یوں پیش کیا جاسکتا ہے کہ ربِ کائنات نے چونکہ حضور تاجدار ولایت کو کامل ترین مقام قطبیت وغوثیت پر فائز فرمایا تھا اس لیے آپ نے اس ارفع و اعلیٰ منصب ومقام کے تقاضے کے پیشِ نظر بحکم خداوندی یہ اعلان فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے اس اعلان پر دیگر اولیاء اللہ کو حیرت ہوئی اور نہ انھوں نے اس کی تعمیل پر تامل وتردد کا مظاہرہ کیا۔ واضح رہے کہ جب ربِ کائنات کسی بات کا حکم دیتا ہے تو وہ حکم واجب العمل ہوتا ہے۔

حضور تاجدارِ ولایت کی ولادت باسعادت کے قبل بڑے بڑے اولیاء واقطاب نے اپنے کشف کی بنیاد پر واضح لفظوں میں وقوع اعلان، جائے وقوعِ اعلان اور معلنِ ذی شان کی باضابطہ نشاندہی فرمادی تھی۔ اس سلسلے میں حضرت ابوبکر بزاز نے دورانِ گفتگو شیخ عبدالقادر جیلانی کا ذکرِ جمیل کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ وہ دن دور نہیں جب عراق میں اللہ کا ایک ایسا باعظمت محبوبِ خدا جلوہ گر ہوگا کہ جس کی شانِ ولایت کا چرچا چار دانگِ عالم میں ہوگا، اس کے سر پر ولیوں کی بادشاہت کا تاجِ زریں ہوگا اور وہ بغداد کی جامع مسجد میں کھڑے ہو کر برملا یہ اعلان کرے گا کہ میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔ اس کے اس اعلان پر تمام اولیاء کاملین اس کی تصدیق کرتے ہوئے سر بہ خم ہو جائیں گے۔ ربِ کائنات اس کے صلے میں ان کے درجات کو بلند سے بلند تر فرمادے گا اور جو تامل کرے گا وہ خائب وخاسر ہو جائے گا۔

بہجۃ الاسرار میں سلبِ احوال سے متعلق ایک نہایت عبرت ناک واقعہ شیخ ابوبکر بن حمامی سے متعلق مندرج ہے۔ یہ واقعہ حضور تاجدارِ ولایت کے غیر معمولی تصرفات پر روشن دلیل

ہے۔ یاد رہے کہ اس واقعے کو کئی ایک اکابر اولیاء نے بیان فرمایا ہے۔ ان میں خصوصی طور پر شیخ ابوسعود حریمی، شیخ علی بن ادریس یعقوبی اور شیخ شہاب الدین سہروردی کے اسماء قابلِ ذکر ہیں۔

واقعہ یوں ہے کہ حضرت شیخ ابوبکر کی شخصیت اپنے دور کی ایسی نابغۂ روزگار تھی کہ انہیں صاحبِ کشفِ قلوب کہا جاتا تھا۔ من جانب اللہ انہیں یہ ملکہ حاصل تھا کہ وہ دلوں کے احوال جان لیا کرتے تھے لیکن عدمِ احتیاط کی بنیاد پر وہ بعض منہیات شرعیہ کے مرتکب تھے۔ جب حضور تاجدارِ ولایت کو یہ بات معلوم ہوئی کہ تو آپ نے ان سے فرمایا کہ ابوبکر! شریعت مطہرہ کو آپ سے کچھ شکایت ہے لہٰذا آپ میں جو شرعی کمیاں ہیں انھیں دور کر دیجیے۔ آپ کے کہنے کے باوجود ان میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہوئی۔ نتیجتاً حضور تاجدارِ ولایت کے اندر جلال طاری ہوا اور آپ نے ایک بار ان کے سینے پر یہ کہتے ہوئے ہاتھ مارا کہ ابوبکر کے احوال سلب کر لیے جائیں۔ آپ کی زبانِ فیض ترجمان سے یہ جملہ صادر ہوتے ہی چشمِ زدن میں ان کے سارے احوال سلب ہو گئے یہاں تک کہ جملہ احوال اور معاملاتِ سلوک سے انھیں یکسر محرومی ہو گئی۔ پھر وہ اسی حال میں بغداد مقدس سے کہیں اور چلے گئے۔

صورتِ حال یوں ہو گئی کہ وہ جب جب دوبارا بغداد مقدس آنے کا ارادہ کرتے تو اپنے منھ کے بل گر جاتے۔ صرف یہی نہیں بلکہ اگر کوئی دوسرا شخص انھیں اٹھا کر بغداد مقدس کی طرف منھ کرنے کی کوشش کرتا تو وہ بھی اپنے منھ کے بل گر پڑتا۔ مزید برآں ان کی والدہ جب کبھی اپنے بیٹے سے ملنے کا ارادہ کرتیں تو وہ بھی گر پڑتیں اور جانے سے قاصر رہ جاتیں۔

بالآخر ان کی والدہ مضطرب و بے قرار ہو کر حضور تاجدارِ ولایت کی بارگاہِ بافیض میں آئیں اور اپنا اضطراب اس انداز سے بیان کیا کہ آپ کو ان کے حالِ زار پر رحم آ گیا اور فرمایا کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اب ہم انہیں بغداد آنے کی اجازت دیتے ہیں لیکن خشکی یعنی زمین کے اوپر سے نہیں بلکہ زیر زمین سے تمہارے گھر کے کنویں میں آ کر وہ تم سے بات کریں گے۔ کئی مشائخ نے خود ملاحظہ فرمایا کہ جناب ابوبکر ہفتہ میں ایک مرتبہ بغداد مقدس زیرِ زمین سے آتے اور گھر کے کنویں سے اپنی والدہ سے ہم کلامی کا شرف حاصل کرتے۔

یہ وہ سنہرا دور تھا کہ بغدادِ مقدس میں اولیاء کاملین کی ایک کثیر جماعت جلوہ فگن تھی۔ ان میں حضرت مظفر جمال کا اسمِ گرامی بھی بہت نمایاں تھا اور ساتھ ساتھ شیخ ابوبکر سے ان کی بڑی گہری دوستی بھی تھی۔ جب آپ کو شیخ کے بارے میں معلوم ہوا تو آپ بے حد مضمحل ہو گئے اور رب کائنات کی بارگاہ میں بطریقِ الحام عرض کرنے لگے۔ بارالہٰ! تو اپنے کرم خاص سے شیخ ابوبکر کے احوال واپس فرما دے۔

لگے ہاتھ ایک انتہائی عبرت ناک و درس خیر واقعہ حضور تاجدارِ ولایت کی عظمتِ شان سے متعلق ملاحظہ فرمائیں۔ یاد رہے کہ اس واقعے کے راوی کئی ایک نامور مشائخ عظام ہیں جیسا کہ آپ کی سیرتِ پاک سے متعلق لکھی گئیں مستند و معتبر کتابوں سے واضح ہے۔

میں نے پہلے بھی اس بات کی وضاحت کی ہے کہ جب حضور تاجدارِ ولایت کا بغدادِ مقدس میں ورودِ مسعود ہوا تو اس وقت بغداد مقدس کو علم و فضل کے اعتبار سے ایک مرکز کی حیثیت حاصل تھی۔ وہاں بڑے بڑے اولیاء کاملین اور علماء ربانیین کی ہر طرف جلوہ طرازیاں نظر آئی تھیں۔ ان قابلِ صدر احترام مقربین خدا میں حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی وا سمِ گرامی آفتابِ عالمتاب کی طرح درخشاں تھا۔ حضرت حماد کی رفعت و منزلت پر اس سے بڑھ کر دلیل کیا ہوگی کہ آپ کو اہل سیر مورخین نے حضور تاجدارِ ولایت کے استاذِ طریقت میں شمار کیا ہے۔ اگر بغدادِ مقدس کے اس دور کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت واشگاف ہو جاتی ہے کہ کثیر اولیاء کرام کے اژدہام کے باوجود حضرت حماد کا حلقۂ ادارت بے حد وسیع تھا۔ آپ کی خانقاہ دیگر خانقاہوں سے مختلف وجوہات کے پیشِ نظر حد درجہ فائق تھی۔

حضور تاجدارِ ولایت اپنے عنفوان شباب کا واقعہ خود بیان

اسلاف و اخلاف

کرتے ہیں کہ حضرت حماد اور ان کے مریدین ومتوسلین کی معیت میں ایک بار میں نمازِ جمعہ ادا کرنے کی غرض سے مسجدِ رصافہ جارہا تھا۔ ان دنوں موسمِ سرما چل رہا تھا اور بڑی سخت سردی بھی تھی۔ سرراہ ایک نہر آئی اور ہم سب اس کے ساحل سے کشاں کشاں گذر رہے تھے کہ ناگہاں حضرت حماد نے مجھے اس نہر میں پھینک دیا۔ اس وقت میرے جسم پر صوف کے بھاری بھرکم کپڑے تھے۔ پانی میں بھیگ کر وہ انتہائی بوجھل ہوگئے۔ اس پر مستزاد یہ کہ شیخ اور ان کے احباب سب کے سب مجھے اسی حالت میں چھوڑ کر چلے گئے۔ میں نے جیسے تیسے خود کو سنبھالا اور بڑی تیزی کے ساتھ ہانپتا کانپتا نہر سے باہر آ کر مسجد رصافہ کی طرف پابہ رکاب ہوگیا۔

بفضلہ تعالیٰ وقت پر مسجد پہنچ گیا اور نماز جمعہ بھی ادا کرلی۔ نماز سے فراغت کے بعد اس سے پہلے کہ میں کچھ عرض کرتا حضرت حماد نے خود ہی فرمایا کہ عبدالقادر! مجھے غلط نہ سمجھنا۔ میں نے تمہیں نہر میں دانستہ پھینکا ضرور تھا مگر میری نیت میں ذرہ برابر بھی کھوٹ نہیں تھی۔ دراصل اس کا سبب یہ تھا کہ میں نے ربِّ کائنات کی عطا کردہ قوت بصیرت سے لوحِ محفوظ میں نوشتہ پڑھا تھا کہ عبدالقادر جیلانی خداوندِ قدوس کے فیض وکرم سے استقامت کے ایسے جبلِ شامخ ہوں گے کہ جاں گسل مصائب و آلام کے باجود ان کے پائے استقلال میں ذرہ برابر بھی لغزش نہیں آئے گی۔ میں نے تمہارے ساتھ جو کیا وہ فقط امتحاناً تھا۔ اب مجھے یقین کامل ہوگیا ذاتی مشاہدے اور تجربے کے آئینے میں کہ بلاشبہ آپ کی ذات ستودہ صفات استقامت کی کوہِ گراں ہے۔

بات آئی گئی ختم ہوگئی۔ شب وروز گذرتے رہے۔ گردشِ ایام کروٹیں بدلتی رہی۔ پھر ایک دن ایسا آیا کہ حضرت حماد داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے واصل الی الحق ہوگئے۔ حضرت حماد کے وصال کے بعد ایک بار حضور تاجدارِ ولایت ان کے مزار پرانوار پر حاضری دے کر جب باہر تشریف لائے تو آپ کے مبارک چہرے پر مسرت واطمینان کے آثار ہویدا تھے۔ آپ کے رخِ زیبا سے تسکین وامن کی روشنی پھوٹ رہی تھی۔ یہ نورانی منظر دیکھ کر دیگر زائرین جو اس وقت وہاں موجود تھے نے پوچھا! حضور! کیا بات ہے؟ آپ کے روئے انور کی بشاشت کہہ رہی ہے کہ ہو نہ ہو آج کوئی خاص چیز آپ نے ملاحظہ فرمائی ہے ایسی خاص چیز کہ جس کے سبب آپ کو فرحت وسکون میسر آیا ہے۔ حضور تاجدارِ ولایت نے اطمینان بخش لہجے میں ارشاد فرمایا ہاں! ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ لوگوں نے محسوس وملاحظہ کیا ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ میں نے حضرت حماد کی قبر انور میں دیکھا کہ وہ ایک قیمتی چادر زیب تن کیے ہوئے ہیں۔ ان کے سرِ مقدس پر ایک تاجِ زریں چمک رہا ہے۔ ایک ہاتھ میں چاندی کے انتہائی جاذبِ نظر دستانہ اور اسی طرح پاؤں میں چاندی کے خوبصورت جوتے ہیں لیکن معاً یہ دیکھ کر میرے اوسان خطا ہوگئے، میرے ہوش اڑ گئے، میری حالت دگرگوں ہوگئی کہ ان کا ایک ہاتھ غائب ہے۔ میں نے انتہائی تعجب خیز و حیرت ناک انداز میں پوچھا کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ میرے سوال پر حضرت حماد نے جواباً بتایا کہ عبدالقادر! بات ایسی ہے کہ تمہیں اچھی طرح یاد ہوگا کہ ایک دن تم جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لیے مسجدِ رصافہ جارہے تھے۔ میں اور میرے دیگر متوسلین و معتقدین بھی تمہارے ہمراہ تھے۔ اثنائے راہ ایک نہر آئی اور میں نے تمہیں امتحاناً نہر میں پھینک دیا۔ خدا شاہد ہے میری نیت میں ذرہ برابر بھی شر تھا اور نہ کوئی کھوٹ۔ میرا ارادہ قطعی طور پر تمہیں ایذا پہنچانے کا نہیں تھا۔ بھلا میں ایسا کر بھی کیسے سکتا تھا جب کہ مجھے اچھی طرح تمہارے مدارج علیا کا علم تھا۔ رب کریم کے فیضان کرم سے مجھے تمہارے اوصاف حمیدہ سے مکمل آشنائی تھی۔ مگر اس کے باوجود خداوند قدوس کو میرا یہ فعل اس قدر ناگوار گذرا کہ اس نے مجھے اُس ہاتھ سے عاری کردیا جس ہاتھ سے میں نے تمہیں نہر میں پھینکا تھا۔

لہٰذا تم خداوندِ کونین کی بارگاہ میں میرے لیے سفارش کرو کہ وہ مجھے معاف فرمادے اور میرا کھویا ہوا ہاتھ مجھے واپس کردے۔

بقیہ ص ۱۲ پر

از: مفتی محمد فیضان رضا مرکزی*

برہان ملت
حیات مبارک کے چند روشن اوراق

اللہ رب العزت نے اس خاک گیتی پر اپنے بے شمار ایسے بندوں کو بھیجا جو دنیا میں لوگوں کے لیے مشعل راہ رہے اور ان حضرات سے بے شمار لوگوں نے ہدایت کے نور کو پایا۔ جن حضرات کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے :

مدت کے بعد ہوتے ہیں پیدا کہیں وہ لوگ
مٹتے نہیں ہیں دہر سے جن کے نشاں کبھی

دنیا کی اس وسیع و عریض زمین پر راہ حق میں کامیاب ہونے والے ان عظیم ترین لوگوں کی فہرست میں ایک عظیم نام حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج عبد الباقی محمد برہان الحق المعروف حضور برہان ملت جبلپوری علیہ الرحمہ کا ہے۔

جنہوں نے مجدد اعظم امام احمد رضا خان نور اللہ مرقدہ کے سرچشمۂ علم سے سیراب ہو کر ملک کے ہندوستان میں لوگوں تک صرف دین ہی نہیں پہنچایا بلکہ دلوں میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا چراغ بھی روشن کیا جو قابل تحسین ہے۔

آپ کا مختصر تعارف: آپ کا نام عبد الباقی محمد برہان الحق ہے۔

آپ کے القاب: برھان ملت، برہان الاسلام، برہان السنہ۔

حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے عطا کیے ہوئے القاب: ناصر الدین المتین، کاسر رؤس المفسدین۔

آپ کی ولادت پنج شنبہ بروز جمعرات 21 ربیع الاول 1310 ہجری مطابق 13 اکتوبر 1892 عیسوی میں بعد نماز فجر شہر جبلپور میں ہوئی۔ آپ کے وقت ولادت آپ کے دادا حضرت علامہ مولانا مفتی شاہ عبد الکریم نقشبندی علیہ الرحمہ تلاوت قرآن پاک میں مصروف تھے۔ جب آپ سورہ نساء کی آیت "قد جاکم برھان من ربکم" پر پہنچے عین اسی وقت آپ کی اہلیہ نے آپ کو یہ خوشخبری سنائی اور کہا کہ" بلند اقبال پوتے کی ولادت مبارک ہو" تو اس کے جواب میں آپ کے دادا جان نے کہا "الحمد للہ برہان آ گیا" آپ کی تاریخ ولادت آپ کے والد ماجد حضرت مولانا مفتی شاہ عبد السلام عید الاسلام علیہ الرحمہ نے اس آیت سے اخذ کی ہے۔ "وسلم علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ" آپ کا سلسلہ نسب حضرت مولانا مفتی برھان الحق علیہ الرحمہ ابن حضرت مولانا مفتی عید الاسلام علیہ الرحمہ ابن حضرت مولانا مفتی عبد الکریم نقشبندی علیہ الرحمہ سے لے کر آپ کی نوی پشت کے دادا حضرت مولانا عبد الوھاب صدیقی طائفی علیہ الرحمہ سے ہوتے ہوئے یار غار مصطفیٰ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

آپ کے خاندان کی ہندوستان میں آمد: آپ کی نویں پشت کے دادا حضرت مولانا شاہ عبد الوہاب صدیقی طائفی سلطنت آصفیہ کے ابتدائی دور حکومت میں نواب صلابت جنگ بہادر کے ساتھ طائف مکہ شریف سے ہندوستان تشریف لائے اور حیدر آباد تک دکن میں سکونت اختیار کی۔

آپ کے خاندان کی خصوصیات

(۱) آپ کا خاندان عربی النسل ہے۔ (۲) آپ حضرت ابو بکر صدیق کی اولاد ہیں۔ (۳) آپ کا خاندان علمی خاندان ہے۔ آپ کے خاندان میں بے شمار عالم دین حافظ قرآن گزرے ہیں۔ حضور برھان ملت سے لے کر آپ کے نویں پشت کے دادا تک سارے کے سارے حضرات مولانا اور زبردست عالم دین گزرے ہیں۔ خطہ مدھیہ پردیش میں ان سے بڑا علمی خاندان نظر نہیں آتا۔ (٤) اس خاندان میں اعلیٰ حضرت علیہ رحمہ کے تین عظیم خلفاء ہیں۔ جو کہ ایک ہی گنبد کے نیچے آرام فرما رہے ہیں۔ یہ خصوصیت ملک ہندوستان بلکہ ایشیا

* مضمون نگار دار الافتاء عید الاسلام جبل پور، ایم پی کے مفتی ہیں۔

میں کسی اور زمین کو حاصل نہیں۔

خلفاء(۱) آپ کے والد حضرت مولانا مفتی عبدالاسلام عبدالسلام علیہ الرحمہ۔(۲) آپ کے چچا حضرت قاری بشیر الدین رضوی برکاتی علیہ الرحمہ۔ جو کہ اپنے وقت کے بہت عظیم قاری تھے۔ آپ نے علم قرأت پر چند کتابیں بھی تصنیف فرمائی۔(۳) آپ کے آخری خلیفہ حضرت مولانا مفتی محمد برھان الحق برھان ملت علیہ الرحمہ ہیں۔

آپ کی تعلیم

رسم بسم اللہ خوانی پانچ سالہ عمر میں بتاریخ 21 ربیع الاول 1315 ہجری کو آپ کے دادا جان نے کرائی۔ آپ نے عربی اپنے والد اور فارسی قاری بشیر الدین علیہ الرحمہ سے پڑھی۔

جبل پور سے بریلی شریف کا تعلیمی سفر

آپ اعلیٰ حضرت علی الرحمۃ والرضوان سے انتہائی محبت میں اپنی خواہش کے مطابق شوال 1332 ہجری کے دوسرے ہفتے میں مجدداعظم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور وہاں تین سال رہ کر مختلف علوم وفنون میں مہارت تامہ حاصل کی۔ جن میں علم فقہ اور علم فتوی کے علاوہ علم ہندسہ، علم زیجات، علم تکسیر، علم جفر، علم توقیت، وغیرہ کثیر نایاب علوم شامل ہیں۔

دستار فضیلت وسند اجازت وخلافت

سرکار اعلیٰ حضرت نے شہر جبل پور عیدگاہ کلاں میں 26 جمادی الآخر 1337 ہجری مطابق 1919 عیسوی کو جلسہ عام میں 45 علوم وفنون اور 11 سلسلوں کی اجازت خلافت سے نواز کر دستار بندی فرمائی۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے جبل پور کے سفر نامے کی تفصیل ملفوظات اعلیٰ حضرت میں پڑھ سکتے ہیں اور دستار باندھنے کے بعد حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا:" مولانا عبدالاسلام صاحب برہان میاں آپ کے جسمانی فرزند ہیں اور میرے روحانی فرزند ہیں"۔ اس کے بعد دعائیہ جملے ارشاد فرمائے۔" رب العزت میرے فرزند ولد اعزہ کو ان کے نام برہان الحق کے ساتھ برہان الدین برہان والسنہ و برہان الحکم بنائے۔'' آمین

دین میں خصوصی خدمات

فتویٰ نویسی ایک انتہائی اہم ذمہ داری ہے جو کہ آپ نے بریلی شریف سے جبل پور واپس آنے کے بعد 1336 ہجری میں شروع کر دی تھی اور دارالافتاء عبدالاسلام میں مسائل کا جواب لکھنے لگے تھے اور تقریبا 70 سال فتوی نویسی کی اہم خدمت انجام دی اور امت مسلمہ کی رہنمائی فرمائی، یہ دارالافتاء عبدالاسلام آج بھی شہر جبل پور خانقاہ سلامیہ برھانیہ میں قائم و دائم ہیں اور آج بھی یہاں سے مسائل کے جوابات لکھے جارہے ہیں۔ الحمدللہ

ملی خدمات

1338 ہجری مطابق 1920 عیسوی میں آپ نے امت مسلمہ کے اہم مسائل کو لے کر کانگرس اور خلافت کمیٹی کے اجلاس بریلی شریف میں ابوالکلام آزاد سے دوٹوک باتیں کی اور سرحد پنجاب سندھ وغیرہ میں تقریریں فرمائیں۔ آپ ناگپور اسمبلی میں پانچ سال ایم ایل سی کے ممبر بھی تھے۔

آپ کے معظم خلفاء

(۱) تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری علیہ الرحمہ۔(۲) حضرت مولانا مفتی عبدالمنان کلیمی قادری رضوی علیہ الرحمہ۔(۳) حضرت مفتی انوار احمد قادری سلامی برہانی علیہ الرحمہ (پاکستان)(٤) حضرت مولانا مفتی محمود الحق جبلپوری علیہ الرحمہ۔(٥) حضرت مولانا مفتی حامد احمد صدیقی قادری رضوی علیہ الرحمہ۔ یہ تینوں حضور برہان ملت کے شہزادگان ہیں۔

دور حاضر میں آپ کے خلفاء

(۱) حضرت مولانا مفتی شمس الہدی مصباحی صاحب قبلہ (الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور) حضرت مولانا ڈاکٹر محمد مشاہد رضا صدیقی صاحب قبلہ جبلپوری (مفتی اعظم مدھیہ پردیش) اس کے علاوہ اور بھی خلفاء ہیں۔

آپ کی تصنیفات

آپ نے فتوی نویسی کے علاوہ الگ الگ موضوع پر

عربی اور اردو زبان میں تقریبا 26 کتابیں تصنیف فرمائیں۔
اردو کتابوں کے کچھ نام یہ ہیں :
(۱) اسلام اور ولایتی کپڑا۔(۲) اکرام امام احمد رضا۔ (۳) چاند کی شرعی حیثیت۔(٤) اتمام حجہ۔(٥) چھپے تھانوی کے پرخچے۔

آپ پر اعلیٰ حضرت کی شفقت و محبت

مجدّد اعظم نے اپنے شاگردوں کا تذکرہ جہاں نظم میں کیا وہاں ایک ہی مصرع میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ اور آپ کے بارے میں فرمایا:

آلِ الرحمٰن برہان الحق
شرق پہ برق گراتے یہ ہیں

آپ کی اعلیٰ حضرت سے الفت و محبت

حضور برہان ملت اپنے کلام کے مقطع میں ارشاد فرماتے ہیں :

عاقبت برہان کی فیض رضا سے بن گئی
ہے یہی اپنا وسیلہ بس خدا کے سامنے

آپ کا وصال:

26 ربیع الاول 1405 ہجری مطابق 20 دسمبر 1984 عیسوی میں جمعہ کی شب میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کا مزار

رانی تال عیدگاہ کلاں خانقاہ سلامیہ برھانیہ جبلپور میں آج بھی مرجع خلائق بنا ہوا ہے، آپ کی عظمت و وقار کو سمجھنے کے لیے پروفیسر ڈاکٹر مرحوم سر ضیاء الدین وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے کہا تھا " صحیح معنوں میں یہ شخصیت نوبل پرائز کی مستحق ہے"۔ (اکرام امام احمد رضا؛ جہان برھان ملت؛ جذبات برھان)

ان تمام باتوں کی تصدیق نبیرۂ حضور برھانے ملت حضرت مولانا ڈاکٹر محمد مشاہد رضا صدیقی صاحب قبلہ (صاحب سجادہ آستانہ حضور برہان ملت جبل پور) نے فرمائی ہے۔

◆◆◆

ص ۳۵ر کا بقیہ

[۴] یعنی اسے بھی نجات کی آس بندھنے لگے گی۔ ۱۲—مترجم غفرلہٗ۔
[۵] تبعات = یعنی بندوں کے باہمی حقوق ومظالم۔ ۱۲—مترجم غفرلہٗ۔
[۶] یعنی میں اس وقت اپنے کرتوت، بُرے اعمال کا کوئی عذر پیش نہیں کروں گا۔ بس یہی عرض کروں گا کہ اس حدیث قدسی کی وجہ سے میں تیری رحمت سے نجات کا امیدوار ہوں۔ ۱۲—مترجم غفرلہٗ۔
[۷] یعنی اللہ تعالیٰ بوڑھے مسلمان سے اکرام و درگذر فرماتا ہے۔ ۱۲—مترجم غفرلہٗ۔
[۸] یعنی بوڑھوں کی بے حسی، بے حیائی، انکے اپنے بڑھاپے کی بے توقیری نے مجھے رلایا۔ کہ اللہ تعالے بوڑھے کا یہ اکرام فرمائے اور بوڑھا بڑھاپے میں بھی نہ سدھرے۔ ۱۲—مترجم غفرلہ۔
[۹] اس سے معلوم ہوا کہ متقی جوان کا اللہ کے نزدیک اکرام، فاسق بوڑھے سے بہت زیادہ ہے۔ ۱۲—مترجم غفرلہٗ۔
[۱۰] یعنی سمجھ وال ہونے، اپنا نفع وضرر پہچاننے کی عمر سے ہی عبادت وطاعت میں لگا اور اسی کیفیت میں بالغ ہوا اور بدستور عبادت گذار و پرہیز گار رہا۔ اور پُر ظاہر کہ جوانی کی عبادت بہ نسبت بڑھاپے کی عبادت کے زیادہ پسندیدہ و لائق ستائش ہے۔ ۱۲—مترجم غفرلہٗ۔
[۱۱] یعنی کیا دیا، کتنا دیا، کسے دیا؟ ۱۲—مترجم غفرلہ۔
[۱۲] یعنی اپنے نفس اور عورت کی خواہش کو حکم خداوندی کے احترام میں لوجہ اللہ ٹھکرادے۔ ۱۲—مترجم غفرلہ۔

.... جاری

ص ۵۳ر کا بقیہ

لوٹ سکتا ہے مسلمانوں کا پھر دورِ عروج
ہو گئے اسلام میں داخل اگر پوری طرح
فکر، دانائی، تخیّل، آ گہی، دانش وری
نعت کے صدقے میں جاتی ہے نکھر پوری طرح
مدحتِ آلِ پیمبر بھی ہے اک موضوعِ نعت
اس حقیقت پہ بھی تم رکھو نظر پوری طرح
راہ ہے دشوار بے حد صنفِ نعتِ مصطفیٰ
رکھنا گویا پاؤں ہے شمشیر پر پوری طرح
رنج، کلفت، مسئلے، حیرانگی کی اے طفیلؔ
ہے معالج سیرتِ خیر البشر پوری طرح

قارئین کرام
یہ شمارہ آپ کو کیسا لگا؟
ہم آپ کے تأثرات کے منتظر ہیں

(پہلی قسط)

از: مولانا کوثر امام قادری*

تسبیح ربانی اور تحقیق طوفانی

تسبیح کا معنیٰ دراصل اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنا ہے لیکن یہاں دھاگہ میں پروئے گئے پتھر یا شیشہ یا لکڑی وغیرہ سے بنے ہوئے دانے مراد ہیں جسے ہم مصنوعی تسبیح سے تعبیر کرتے ہیں، اہل عرب اسے سبحۃ، مسبحۃ، مسباح وغیرہ ناموں سے ذکر کرتے ہیں، پچھلے زمانے میں صوفیائے کرام کے یہاں اس کا رواج تھا اور اب تو ہندو پاک، بنگلہ دیش، نیپال کی مساجد میں سیکڑوں کی تعداد میں رکھی ہوئی ملتی ہیں جبکہ عربوں کے یہاں اس کا عام چلن ہے خلیجی اور افریقی ممالک میں اہل تصوف یعنی علمائے اہل سنّت اپنے ساتھ لئے رہتے ہیں، اوراد و وظائف میں اس سے مدد لیتے ہیں اور ان کا یہ مسلکی نشان امتیاز تصور کیا جاتا ہے۔

یہ مصنوعی تسبیح صدیوں سے رائج ہے، مقتدر صوفیائے کرام، فقہائے اسلام مفتیان عظام اور محدثین ہمام نے اس کے جواز واباحت کا فتویٰ دیا، اپنی تصنیفات میں جواز کی صراحت کی اور بعض نے جواز پر مستقل رسالے تصنیف کئے، اس عنوان پر لکھی گئی بعض تصنیفات حسب ذیل ہیں:

المنحة فی السبحة، امام سیوطی۔ الملحة فیما ورد فی اصل السبحة، امام ابن طولون۔ ایقا دالمصابیح لمشروعیة اتخا ذالمسابیح، علامه ابن علان شافعی۔ نزهة الفکر سبحة الذکر، امام عبد الحئی لکھنوی۔ وصول النهانی، علامه محمود سعید ممدوح۔

مذکورہ تصنیفات میں بھرپور دلائل ذکر کئے گئے ہیں اور دانۂ تسبیح پر ذکر الٰہی کو محبوب و پسندیدہ عمل قرار دیتے ہوئے واضح فرمایا گیا ہے کہ یہ اتفاقی مسئلہ ہے، کسی بھی قابل ذکر شخصیت نے اس کے جواز سے انکار نہیں کیا، امام سیوطی فرماتے ہیں:

” ولم ینقل عن احد من السلف ولا من الخلف، المنع من جواز عد الذکر بالسبحة بل کان اکثرهم یعد ونه بها ولا یرون ذالك مکروها۔ مسباح پر ذکر الٰہی کے شمار کے جواز سے ممانعت سلف وخلف میں سے کسی سے منقول نہیں بلکہ ان میں سے اکثر اس پر شمار کرتے تھے اور اسے مکروہ تصور نہیں کرتے تھے۔“ [المنحة فی السبحة، ص ۳۰]

یہاں علمائے اہل سنت اور علمائے غیر مقلدین کے بعض نصوص پیش کئے جاتے ہیں تاکہ دعویٰ اتفاق پر دلیل سامنے آجائے، محدث کبیر حافظ حدیث امام ولی الدین عراقی فرماتے ہیں:

”ان اتخاذ السبحة المعروفة وحصولها لعدد التسبیح، لا اعلم فیه شیئا ثابتا عن النبی صلی اللہ علیه وسلم لکن وردت عدة احادیث فی عقد التسبیح بالاصابع وفی التسبیح بالحصی والنوی فهو اصل السبحة اذهو فی معناه۔ بلاشبہ تسبیح معروفہ (مصنوعی تسبیح) کا استعمال و حصول تو اس کے بارے میں نہیں جانتا ہوں کہ کوئی چیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہو، لیکن مشہور حدیثیں انگلیوں پر تسبیح شمار کرنے گٹھلیوں اور سنگریزوں پر تسبیح شمار کرنے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں تو وہی حدیثیں سبحۃ کے لئے اصل ہیں کیوں کہ وہ اسی معنیٰ میں ہیں۔“ [الاجوبة المرضية عن الاسئلة المكية، المسئلة عشرين]

امام مناوی حضرت یسرۃ بنت یاسر رضی اللہ عنہا کی حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

”وهذا اصل فی ندب السبحة المعروفة کان ذلك معروفا بین الصحابة۔ اور یہ حدیث اصل ہے سبحہ معروفہ کے

* مضمون نگار دارالعلوم قدوسیہ فخر العلوم پرسونی بازار مہاراج گنج کے استاذ ہیں۔

مندوب ہونے میں اور یہ طریقہ (یعنی نواۃ وحصا پر شمار) صحابہ کے درمیان معروف تھا۔" [فیض القدیر، جلد ۴/ص ۳۵۵]

ملاعلی قاری نے فرمایا:

"هذا اصل صحيح لتجويز السحبة لتقريره ﷺ تلك المراة اذ الافرق بين المنظومة والمنشورة ولا يعتد بقول من عدها بدعة ۔ یہ حدیث اصل صحیح ہے سبحہ کے جواز میں کیوں کہ حضور ﷺ نے اس خاتون کو اس کے عمل پر بر قرار رکھا کیوں کہ پروئے ہوئے اور بکھرے ہوئے دانوں کے درمیان کوئی فرق نہیں اور اس کے قول کا کوئی اعتبار نہیں جو اسے بدعت کہے۔" [مرقات]

امام ابن نجیم حنفی حدیث سعد کے تحت فرماتے ہیں :

"هذا الحديث ونحوه مما يشهد بانه لاباس باتخاذ السبحة المعروفة لاحصاء عدد الاذكار اذلا تزيد السبحة عن مضمونه الابضم النوى ونحوه فى خيط وشل ذالك لايظهر تاثيره فى النع، اللهم، الا ان ترتب عليها رياء وسمعة، فلا كلام لنافيه ۔ یہ اور اس طرح کی دوسری حدیثیں جو شہادت دیتی ہیں کہ تعداد اذکار کے شمار کے لئے سبحہ معروفہ کچھ زیادہ نہیں ہوجاتا اپنے مضمون سے مگر یہ کہ دھاگہ میں گھٹلیاں وغیرہ پیروئی جائیں اور اس طرح سے ممانعت میں اس کی تاثیر ظاہر نہیں ہوتی، اے اللہ! ہاں اگر ریاکاری و دکھاوا ہو تو اس کی بات جدا ہے۔" [البحر الرائق شرح کنز الدقائق، جلد ۲/ص ۳۱]

امام شامی فرماتے ہیں:

"لابأس باتخاذ المسبحة بغير رياء كما بسطه فى البحر"۔ بغیر ریا و دکھاوا کے سبحہ کا استعمال میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ بحر الرائق میں تفصیلا مذکور ہے۔" [الدر المختار جلد ا/ص ۶۵]

شیخ ابن تیمیہ نے لکھا:

"اما التسبيح لما يجعل فى نظام من الخرز ونحوه فمن الناس من كرهه ومنهم من لم يكرهه واذا احسنت فيه النية فهو حسن غير مكروه. لیکن تسبیح پڑھنا اس پر جسے دھاگے میں پرو دیا گیا ہو یعنی دانہ وغیرہ تو کچھ علما اسے مکروہ کہتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو مکروہ نہیں کہتے حالانکہ جب اس میں نیت اچھی ہو تو وہ بہتر اور غیر مکروہ ہے۔" [فتاویٰ ابن تیمیہ، جلد ۲۲/ص ۲۹۷]

علامہ شمس الحق عظیم آبادی نے لکھا:

"وهذا أصل صحيح لتجويز السبحة بتقريره ﷺ فانه فى معناه اذلا فرق بين المنظومة والمنثورة فيما يعد به ولا يعتد بقول من عدها بدعة۔ اور یہ حدیث جواز سبحہ کے لئے اصل صحیح ہے، اس پر رسول اللہ ﷺ کے برقرار رکھنے کی وجہ سے کیوں کہ سبحہ اسی کے معنی میں ہے، اس لئے کہ پروئے ہوئے اور بکھرے ہوئے دانہ جس پر شمار کیا جاتا ہے کوئی فرق نہیں، اور اس کے قول کا کوئی اعتبار نہیں جس نے اس کو بدعت میں شمار کیا۔" [عون المعبود شرح ابی داؤد، حدیث نمبر ۱۵۰۰]

عبد الرحمن مبارکپوری لکھتے ہیں:

"وفيه دليل على جواز عد التسبيح بالنوى والحصى وكذا بالسبحة لعدم الفارق لتقريره ﷺ للمراة على ذالك وعدم انكاره والارشاد الى ماهوا فضل لاينا فى الجواز وقد تقدم الكلام فى جواز السبحة فى باب عقد التسبيح باليد۔ اور اس میں گٹھلی یا کنکر ایسے سبحہ پر تسبیح کے شمار کے جواز پر دلیل ہے کیوں کہ ان میں کوئی فرق کرنے والا نہیں اور رسول اللہ ﷺ کا خاتون کو اس پر برقرار رکھنے اور انکار نہ کرنے کی وجہ سے اور افضل کی طرف رہنمائی جواز کے منافی نہیں اور باب عقد التسبیح بالید میں جواز سبحہ پر گفتگو گزر چکی ہے۔"

[تحفۃ الاحوذی شرح الترمذی، حدیث نمبر ۳۵۶۸]

قاضی شوکانی نے کہا:

"وقد علل رسول الله ﷺ ذالك فى حديث الباب بان الانامل مسئولات مستنطقات يعنى انهن يشهدن بذالك فكان عقدهن بالتسبيح من هذا السبحة اولىٰ من السبحة والحصى وكذا السبحة لعدم الفارق لتقريره ﷺ للمرأتين على ذالك وعدم انكاره والارشاد الى ماهوافضل لاينا فى الجواز۔ اور حضور ﷺ نے حدیث باب میں اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ انگلیوں سے سوال ہوگا اور وہ

بولیں گی یعنی تسبیح کی گواہی دیں گی، تو انگلی کی گرہوں پر تسبیح اس حیثیت سے سبحہ اور گٹھلی سے اولیٰ ہے اور ایسے ہی سبحۃ ہے کیوں کہ دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں اس لئے رسول اللہ ﷺ نے دونوں خواتین کو اس پر برقرار رکھا اور اس کا انکار نہیں کیا، ہاں اس سے افضل کی طرف رہنمائی فرمائی جو جواز کے منافی نہیں ہے۔" [نیل الاوطار، باب جواز عقد التسبیح]

مذکورہ عبارات پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ مصنوعی تسبیح کے جواز پر سبھی متفق ہیں، کسی نے بھی انکار نہیں کیا مگر البانی ہے کہ مانتا نہیں۔

نادرشاہی فرمان

البانی نے کہا:

"قد یقول قائل ان العد بالاصابع کما ورد فی السنۃ لا یمکن ان یضبط بہ العد اذا کان کثیراً۔ کبھی کہنے والا کہتا ہے کہ انگلیوں پر شمار کرنا جیسا کہ سنت میں وارد ہوا، ممکن نہیں ہے اس شمار کو محفوظ کرنا جبکہ وہ گنتی زیادہ ہو۔"

فالجواب، قلت انما جاء ھذا الاشکال من بدعۃ اخریٰ وھی ذکر اللہ فی عدد محصور لم یأت بہ المشارع الحکیم فتطلبت ھذہ البدعۃ بدعۃ اخریٰ وھی السبحۃ فان اکثر ماجاء من العد فی السنۃ الصحیحۃ بسھولۃ لمن کان ذالک عادتہ۔ جواب؛ میں کہوں گا یہ اعتراض دوسری بدعت سے پیدا ہوا اور وہ بدعت یہ کہ ایسی عدد محصور میں اللہ کا ذکر جسے شارع حکیم نے بیان نہیں کیا تو اس بدعت نے دوسری بدعت کو چاہا اور وہ ہے سبحۃ (مصنوعی تسبیح) کیوں کہ احادیث صحیحہ میں زیادہ سے زیادہ جو تعداد آئی ہے جسے میں اب ذکر کروں گا، وہ ۱۰۰ سو ہے اور اسی تعداد کو بآسانی ضبط کر لینا اس شخص کے لئے ممکن ہے جو اس کا عادی ہے۔"

البانی نے مذکورہ عبارات میں تین دعوے کئے ہیں۔

۱۔ سو مرتبہ سے زیادہ کی تعداد میں ذکر الٰہی کرنا بدعت ہے۔
۲۔ سو مرتبہ سے زیادہ کی تعداد میں ذکر کی کوئی صحیح حدیث نہیں۔
۳۔ سبحۃ (مصنوعی تسبیح) پر ذکر کو شمار کرنا بدعت ہے۔

تردید وتجزیہ

پہلا دعویٰ انتہائی احمقانہ، مفہوم بدعت سے ناواقفی پر مبنی ہے، بدعت دراصل وہ چیز ہوتی ہے جس کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو اور جس چیز کی اصل موجود ہے، وہ ہرگز بدعت نہیں ہو سکتی۔

حضرت امام بدرالدین عینی فرماتے ہیں:

"والمراد بہ ما احدث ولیس لہ اصل فی الشرع وسمی فی عرف الشرع بدعۃ وما کان لہ اصل یدل علیہ الشرع فلیس ببدعۃ۔ اور" ما احادث" سے مراد وہ ہے جس کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو اور عرف شرع میں اس کا نام بدعت رکھا جاتا ہے اور جس کے لئے کوئی اصل ہو جس پر شریعت دلالت کرتی ہے تو وہ بدعت نہیں ہے۔" [عمدۃ القاری، جلد ۱۶/ص ۵۰۴]

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی فرماتے ہیں:

"لیس لہ اصل فی الشرع یسمّی فی عرف الشرع بدعۃ وما کان لہ اصل یدل علیہ الشرع فلیس ببدعۃ (مختصراً)۔ ج س کے لئے شریعت میں کوئی اصل نہ ہو عرف شرع میں بدعت ہے اور جس کے لئے اصل ہو جس پر شریعت دلالت کرتی ہے تو وہ بدعت نہیں ہے۔" [فتح الباری، جلد ۱۳/ص ۲۸۸]

امام قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں:

"والبدعۃ فعل ما لا سبق الیہ، فما وافق اصلا من السنۃ یقاس علیہا فھو محمود، وما خالف اصول السنن فھو ضلالۃ۔ بدعت وہ فعل ہے کہ سابق میں اس کی کوئی نظیر نہ ہو تو وہ اگر سنت کے کسی اصل کے موافق ہو تو اس پر قیاس کرتے ہوئے وہ محمود ہے اور اگر وہ اصول سنت کے خلاف ہو تو وہ گمراہی ہے۔" [اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد، ص ۶۷]

اب آئیے سو مرتبہ سے زیادہ کی تعداد میں ذکر الٰہی کی اصل پر نظر ڈالتے ہیں، قرآن شریف میں ہے:

"یا ایھا الذین آمنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا۔"

مذکورہ آیت کریمہ میں رب تبارک وتعالیٰ نے ذکر کثیر کا حکم دیا یعنی یہ نہیں کہ دو مرتبہ ذکر کرو بلکہ مقصود حکم بقیہ ص ۱۲/ پر

تصنیف: امام فقیہ ابواللیث نصر ابن محمد سمرقندی
ترجمہ: علامہ مفتی محمد صالح قادری بریلوی*

فکر آخرت

اٹھائیسویں قسط

ترغیبات

شرع کو عمل میں کیا مطلوب ومحبوب؟

اور نجات کا سبب بندے کا عمل کا اللہ کی رحمت؟

حدیث شریف:

بطریق ابوسعید مقبری حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت آئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"لن ینجو احد کم بعملہ- الحدیث" یعنی کسی بندے کو نجات اس کے عمل کی وجہ سے ہرگز نہیں ملے گی (بلکہ اگر ملی تو رحمت ہی سے ملے گی) صحابۂ کرام نے عرض کیا: کیا حضور کو بھی نہیں یارسول اللہ؟ فرمایا: ہاں مجھے بھی نہیں۔ مگر مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کی خول میں بالکل ڈھانک لیا ہے۔ لہٰذا تم عمل میں قریب قریب اور ٹھیک ٹھیک رہو۔ یعنی میانہ روی اور درست روی اختیار کرو اور اگر کہیں جانے کے قصد سے بستی سے نکلنا ہو تو صبح سویرے چلو اور شام کے جھٹ پٹے تک چلو (١)۔

شرع کو تیسیر (٢) وتبشیر پسند — اور تعسیر وتنفیر ناپسند

حدیث شریف:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

"یسروا ولا تعسروا، بشروا ولا تنفروا۔ آسانی والی صورت اختیار کرو کراؤ اور دشواری والی صورت سے بچو بچاؤ اور خوش کن بات کہو۔ اور نفرت نہ دلاؤ (٣)۔

روز قیامت جوش رحمت کی جلوہ گری

روایت:

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے (فرمایا): قیامت کے دن (ایک موقع پر) اللہ کی رحمت برابر مسلسل (جوش پر) رہے گی حتیٰ کہ رحمت الٰہی کی وسعت اور سفارشوں کی کثرت دیکھ کر ابلیس لعین بھی اپنا سر اونچا کرے گا۔ (٤)

حقوق العباد کا خطرہ بہت بڑا

حدیث شریف:

ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (آخرت کی خبر سے متعلق ایک بار) ارشاد فرمایا:

"ینادی مناد تحت العرش یوم القیامۃ- الحدیث۔ یعنی روز قیامت زیر عرش (کھڑا ہو کر) ایک منادی پکار کے کہے گا (کہ اللہ کی طرف سے اعلان ہے کہ) اے امت محمدیہ! میرے حقوق جو تم پر تھے وہ میں نے (اپنی رحمت سے) تمہیں بخش دیئے۔ اور تبعات (٥) بچے۔ تو تم لوگ آپس میں ایک دوسرے سے معافی، بخشش کر والو اور پھر میری رحمت سے تم سب جنت میں داخل ہو جاؤ۔

امید وخوف میں کس کا پلہ بھاری ہونا چاہیے؟

حکیمانہ قول:

حضرت فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: جب تک بندہ حالت صحت میں ہے (بیمار نہیں پڑا ہے) اس وقت تک عذاب الٰہی کا خوف زیادہ رہے تو یہ بہتر ہے۔ اور جب بیمار پڑ گیا اور عمل سے عاجز ہو گیا تو اب افضل یہ ہے کہ رجاء خوف پر غالب رہے یعنی امید نجات زیادہ ہو اور خوف کم۔

وضاحت: (مصنف علیہ الرحمہ نے اس کی کچھ تشریح کرتے ہوئے کہا) یعنی بندہ جب تک تندرست ہے تو عذاب الٰہی سے زیادہ ڈرنا چاہئے کہ اس حالت میں یہی زیادہ مناسب ہے۔ تاکہ ثوابی کاموں میں محنت اور گناہوں سے اجتناب کر سکے۔ اور جب بیمار ہو گیا اور زمانہ صحت کے سے نیک اعمال نہیں کر سکتا تو ایسی حالت میں نجات ورحمت کی امید زیادہ رکھنی

* مترجم جامعۃ الرضا بریلی شریف کے صدر مفتی اور شیخ الحدیث ہیں۔

چاہئے (بہ نسبت خوف کے) کہ اب یہی زیادہ ٹھیک ہے۔

کسی کے لئے مغفرت کا مژدہ اور کسی کے لئے عذاب کا کھٹکا؟

خبر ابی رواد: مصنف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شیخ محمد ابن فضل کی اسناد کا اجمالی حوالہ دیتے ہوئے حضرت ابورواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا، فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ: اے داؤد! "بشر المذنبین و انذر الصدیقین" گنہ گاروں کو (نجات کی) خوشخبری سنا دو (تا کہ میری رحمت سے مایوس نہ ہو بیٹھیں) اور صدیقین کو انذار کرو (یعنی عذاب و گرفت سے خوف دلاؤ تا کہ عجب میں مبتلا نہ ہو جائیں)۔

عرض کیا: گنہ گاروں کو کس طرح بشارت دوں اور صدیقین کو کس طرح انذار کروں؟ فرمایا: گنہ گاروں سے کہو کہ بندے کے گناہ کا عظیم سے عظیم تر (کبیر سے کبیر تر) ہونا بھی بخش دینے، معاف کر دینے سے مجھے نہیں روکے گا (یعنی اگر بخشنا چاہوں تو ضرور بخش دوں گا) اور صدیقین سے کہو کہ اپنے اعمال پر نہ پھولیں (عجب میں مبتلا نہ ہو جائیں) کیوں کہ میں جس کسی پر عدل کی ترازو رکھوں اور حساب لینے پر آؤں تو وہ ضرور ہلاکت میں پڑے گا۔

مظلوم رعیت کو چاہئے کہ پہلے خود اپنی اصلاح کرے

اسرائیلی خبر: حضرت ابورواد علیہ الرحمہ ہی سے منقول ہے آپ نے بعض اہل کتاب کا قول نقل کیا کہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بے شک میں ہی اللہ، مالک الملک ہوں۔ بادشاہوں کے دل میرے دست تصرف میں ہیں۔ تو جس کسی قوم سے میں راضی ہوا ان پر میں نے بادشاہوں کے قلوب رحمت کر دیئے (یعنی ان میں مہربانی و نرمی ڈال دی) اور جس کسی قوم سے میں ناراض ہوا ان پر بادشاہوں کے قلوب نقمت کر دیئے (یعنی قوم کے لئے بادشاہوں کے دلوں میں سختی و دشمنی بھر دی) تو تم بادشاہوں پر لعن طعن (غصہ) کرنے میں مشغول مت ہو بلکہ میری طرف رجوع کرو (توبہ و اصلاح حال میں لگ جاؤ) تا کہ ان کو تم پر نرم کر دوں۔

وعدو وعید پر صحیح یقین ہو تو کیفیت بدل جائے

حدیث شریف: حضرت علاء ابن عبد الرحمٰن اپنے والد صاحب کے توسط سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لو یعلم المومن ما عند الله-الحدیث۔ اگر مومن کو ان سزاؤں (بد انجامیوں) کا علم (ویقین) ہوتا جو اللہ کے یہاں ہیں تو جنت کی طمع کوئی بھی نہیں کرتا (بلکہ صرف نجات و عافیت کی طلب و فکر میں رہتا) اور اگر کافر کو اللہ کی رحمت کی وسعت کا علم و یقین ہوتا تو کوئی کافر اس کی رحمت سے مایوس نہ ہوتا۔

ایک خواب سے حدیث کی، حدیث سے خواب کی تصدیق

ایک خوابی خبر: (مصنف علیہ الرحمہ) حضرت ابویعلی نیشا پوری سے سن کر ان کی سند متصل کے ساتھ احمد ابن سہل سے نقل کرتے ہیں کہا کہ میں نے (محدث) یحییٰ ابن اکثم کو خواب میں دیکھا۔ تو پوچھا اے یحییٰ! اللہ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ بتایا کہ مجھے بلایا اور فرمایا: یاشیخَ السوء! (اے بُرے بڑھے) تو نے کیں وہ جو کیں (یعنی بُرائیاں) تو میں نے عرض کیا: ربِّ ما بهٰذا حُدِّثت عنك؟ اے میرے رب! کیا یہ حدیث تیری نہیں ہے جو مجھ سے بیان کی گئی تھی (۶)؟ اللہ نے فرمایا: میری کیا حدیث تجھے سنائی گئی تھی (بیان کر)؟ میں نے عرض کیا: مجھے حدیث سنائی عبد الرزاق نے (نقل کرتے ہوئے) معمر سے، وہ ناقل زہری سے، زہری عروہ سے اور وہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے وہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی اور حضور نے جبرئیل علیہ السلام سے اور جبرئیل نے تجھ سے روایت کیا کہ تو نے ارشاد فرمایا:

"ما من مسلم یشیب فی الاسلام الا وانا ارید ان اعذبه الا وانا استحی ان اُعذّبه۔ (ترجمہ) جو کوئی مسلمان اسلام میں رہتے ہوئے بوڑھا ہو جائے (اور ہو مستحق عذاب) تو ایسا نہیں ہے کہ میں اسے عذاب دینا چاہوں اور مجھے اس کی تعذیب سے حیا نہ آئے (۷) [پھر میں نے عرض کیا] اور [اے میرے رب] میں عمر دراز بوڑھا ہوں (تو تو مجھے بخش

دے) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عبد الرزاق نے سچ کہا، معمر نے سچ کہا، زہری نے سچ کہا، عروہ نے سچ کہا، عائشہ نے سچ کہا اور نبی و جبرئیل نے سچ کہا اور میں نے سچ فرمایا۔ اے یحیٰ بے شک میں اسے عذاب نہیں دوں گا جو اسلام میں بڑھاپے کو پہنچا"۔ پھر مجھے (راہ) ذات الیمین کا حکم ملا جو جنت کو جاتی ہے۔

اللہ کے نزدیک بوڑھے مسلمان کا کتنا اکرام؟

حدیث شریف: امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت آئی ہے۔ آپ (ایک بار) حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں گھر کے اندر حاضر آئے تو حضور کو پایا کہ رو رہے ہیں۔ عرض کیا: یارسول اللہ! کیا چیز حضور کو رُلا رہی ہے؟ حضور نے فرمایا کہ میرے پاس (ابھی) جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام آئے تھے اور یہ خبر سنائی کہ "اللہ تعالے کسی ایسے بندے کو عذاب دینے سے حیا فرماتا ہے جو اسلام میں بوڑھا ہوا ہو"۔ تو جو مسلمان اسلام میں بوڑھا ہو چکا ہے تو اللہ کی معصیت کرتے اسے کیونکر شرم نہیں آتی۔ (۸)

تو نیک جوان کا اکرام اور زیادہ

ناصحانہ تنبیہ: (مصنف علیہ الرحمہ نے کہا) تو بوڑھے مسلمان پر واجب ہے کہ بڑھاپے کی وجہ سے ملی ہوئی اس عزت کو پہچانے (اس کی قدر کرے) اور اللہ تعالیٰ کا (اسکی اس کرامت و عزت پر) شکر ادا کرے، اور شرم کرے اللہ عزوجل سے اور کاتبین کرام سے بھی۔

لہٰذا معاصی سے باز آجائے اور طاعات (یعنی ثوابی کاموں) پر دھیان دے کیونکہ کھیتی جب (پک کر) کٹنے کے قابل ہو جاتی ہے تو اسے مزید مہلت نہیں دی جاتی (بلکہ بروقت کاٹ لی جاتی) ہے اور اسی طرح جوانوں پر بھی لازم ہے کہ اللہ سے ڈریں۔ اور گناہوں سے اجتناب اور طاعتوں پر اقبال کریں۔ کیونکہ نہیں معلوم اجل کب آجائے؟۔ بیشک جب کوئی بندہ جوانی میں طاعت الٰہی کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اسے اللہ تعالے قیامت کے دن اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا جیسا کہ حدیثوں، خبروں میں آیا ہے (۹)...

سات خوش نصیب عرش الٰہی کے سایہ میں

حدیث شریف:...(چنانچہ مصنف علیہ الرحمہ نے اس مضمون کی ایک یہ حدیث شریف اپنی پوری سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے نقل کی کہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"سبعة یظلهم الله تعالیٰ یوم القیامة- الحدیث۔

یعنی سات لوگ ایسے (خوش نصیب) ہیں جنہیں اللہ تعالے قیامت کے دن، اپنے عرش کے سایہ میں (آرام سے) رکھے گا جس دن اسکے سایہ کے علاوہ کہیں کوئی سایہ نہ ہوگا:

(۱) ایک منصف (و پرہیزگار) بادشاہ۔

(۲) اور دوسرا وہ جوان جو عبادت الٰہی میں پروان چڑھا۔ (۱۰)

(۳) اور تیسرا وہ آدمی جس کا دل مسجد سے اٹکا رہے جب کہ مسجد سے باہر ہو، یہاں تک کہ لوٹ کر مسجد واپس آجائے۔

(۴) اور چوتھے وہ دو آدمی جو باہم ایک دوسرے سے لوجہ اللہ محبت کرتے ہیں، حتیٰ کہ اسی پر ان کا جمع ہونا اور اسی پر جدا ہونا ہوتا ہے (کوئی اور غرض کارفرما نہیں ہوتی)۔

(۵) اور پانچواں وہ شخص جس نے خلوت میں اللہ کو یاد کیا اور (اسکے خوف سے) اپنی انکھوں میں آنسو بھر لایا۔

(۶) اور چھٹا وہ آدمی جس نے (لوجہ اللہ) کوئی مال خیرات کیا اور اسے بالکل مخفی رکھا یہاں تک کہ اس کا بایاں ہاتھ نہیں جانتا ہے کہ داہنے نے کیا کیا (۱۱)؟

(۷) ساتواں وہ مرد جسے حسن و جمال والی عورت اپنے نفس کی طرف بلائے۔ اور وہ کہہ دے میں اللہ عزوجل سے ڈرتا ہوں۔ واللہ سبحانہ وتعالے اعلم۔ (۱۲)

حواشی:

[۱] یعنی رات کے پچھلے اور ابتدائی حصوں میں مسافت طے کیا کرو کہ اس طرح سفر آسان ہوگا اور برکت بھی ملے گی۔ ۱۲- مترجم غفرلہٗ۔

[۲] تیسیر = آسان کرنا، تنگی میں ڈالنے سے بچنا۔ تبشیر = خوش کرنا، نفرت نہ دلانا۔ تعسیر = تنگی دشواری میں ڈالنا۔ تنفیر = نفرت دلانا، بِدکانا۔ ۱۲- مترجم غفرلہ۔

[۳] یعنی اہل علم و اہل اقتدار کو حکمت و موعظت حسنہ سے کام لینا چاہیے بندگان خدا پر شفقت اور خوش خلقی سے پیش آنا چاہیے۔ ۱۲- مترجم غفرلہٗ۔ بقیہ ص ۲۹/ پر

ترغیبات

از: مولانا محسن رضا ضیائی *

برائیوں کے انسداد میں علما کا کردار

اسلامیات

اِس میں کوئی شک نہیں کہ ہر دور میں علماے اسلام نے برائیوں کے انسداد میں اپنا اہم اور کلیدی کردار ادا کیا ہے اور سماج و معاشرہ کو آئینہ حق دکھایا ہے، تاریخ علمائے کرام کے ایسے بے شمار کارناموں سے بھری پڑی ہے، حالانکہ ہر دور میں برائیوں کی شکل میں علماے کرام کو مختلف مسائل اور چیلنجز کا بھی سامنا کرنا پڑا ہے، پھر بھی وہ ان کے سامنے بنیان مرصوص بن کر ٹکے رہے اور اپنی ثبات قدمی اور مستقل مزاجی سے اُن کا قلع قمع کر کے ہی دم لیا ہے۔

اِس دور میں بھی علمائے اسلام کو برائیوں کی شکل میں کئی ایک چیلنجز درپیش ہیں۔ سماج و معاشرہ میں ڈھیر ساری برائیاں در آئی ہیں، بالخصوص مسلم نوجوانوں میں نت نئی برائیاں جنم لے چکی ہیں، وہ ایسی برائیاں ہیں، جن سے نہ صرف ان کا دین و ایمان تباہ و برباد ہو رہا ہے بلکہ ان تباہ کن برائیوں کی وجہ سے ان کی قیمتی جانیں بھی جا رہی ہیں، ایسے وقت اور حالات میں بھی علمائے اسلام سماجی، معاشرتی برائیوں کے خاتمہ کے لیے اور نوجوانوں میں در آئے خرافات و منکرات کے سدِ باب کے لیے متحرک و فعال ہیں اور ہمہ وقت ان کی اصلاح و تربیت اور ذہنی و نفسیاتی عوارض سے چھٹکارا دلانے میں لگے ہوئے ہیں۔

اگر ہم یہاں اِس دور کی سب سے بڑی برائی کا ذکر کرے تو وہ ڈی جے کی شکل میں ہے، جو نہایت ہی مہلک اور ہلاکت خیز ہے، جس سے اب تک کئی نوجوانوں کی جانیں تلف ہو چکی ہیں، ہزاروں افراد اس سے بری طرح متاثر ہو چکے ہیں، یہ برائی اِن دنوں غیروں کے رسم و رواج اور تہواروں سے ہوتے ہوئے ہمارے مسلم سماج میں گھر کر چکی ہے، جس نے سماج کے نوجوانوں کو مکمل طریقے سے اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ ڈی جے کلچر اس قدر عام ہو گیا ہے کہ نوجوانوں کو اِس رسم بد سے بچانا از حد ضروری ہو گیا ہے، اگر ہم ڈی جے کا اور بھی غائرانہ جائزہ لیں تو یہ خاص طور سے اسلامی تہواروں کا حصہ بنتا جا رہا ہے، خاص طور سے عید میلاد النبی ﷺ کے حسین اور سنہری موقع پر جہاں درود و سلام ورد زباں ہونا چاہیے، نعت نبی ﷺ کے نغموں سے فضائیں گونج آٹھنا چاہیے اور سیرتِ رسول ﷺ کے اہم واقعات بیان ہونا چاہیے، حد ہو گئی ہے کہ ایسے پاکیزہ اور مقدس موقع پر بھی ڈے جے کلچر کا غلبہ و دبدبہ قائم ہو چکا ہے، عید میلاد کے جلوس میں ڈے جی کی گھن گرج، لیزر لائٹس کی چمکتی شعائیں شراب کے نشے میں رقص و سرور اور پھر اس میں بچیوں اور عورتوں کی کثیر تعداد میں شرکت ایک بہت بڑا المیہ بن چکا ہے۔

رسول کریم ﷺ دنیا سے جہاں برائیوں کو ختم کرنے کے لیے تشریف لائے تھے، انہی کے بعض کلمہ گو لوگوں نے برائیوں کو ان ہی کے میلاد کے دن فروغ دینا شروع کر دیا، جس سے اغیار اور دنیا بھر میں مسلمانوں کی شبیہ خراب ہوتی جا رہی ہے، اب ایسی بگڑتی صورتِ حال میں علمائے دین کی اور بھی مزید ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہے کہ وہ نوجوانوں کو اِن گمراہ کن حالات سے نکالنے میں اپنا فرضِ منصبی ادا کر کے ایک صالح معاشرہ کی تشکیل میں اپنا بنیادی کردار ادا کریں، اِس ضمن میں یہاں علمائے شہر پونہ کا ذکر نہ ہو تو بڑی ناسپاسی ہوگی، جنہوں نے باہم شیر و شکر اور متحد و منظم ہو کر اِس سال جلوسِ عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر ڈی جے کے خلاف پُر زور مہمیں چلائیں اور صبح میں جلوس نکال کر اِن تمام خرافات و بے ہودہ حرکات پر قدغن لگایا۔

اگر اسی طرح ہر شہر کے علما و ائمہ کرام پونہ شہر کے علما کی طرح اتحاد و اشتراک کے ساتھ برائیوں کے خلاف کمر بستہ ہو جائیں تو ممکن ہے کہ انہیں زیادہ مزاحمت کا سامنا نہ کرنا پڑیں

* مضمون نگار دی دکن مسلم انسٹی ٹیوٹ، کیمپ، پونہ کے لکچرار ہیں۔

اور اپنی کوششوں میں کامیاب ہوجائیں، اللہ تعالیٰ علمائے دین کا سایہ معاشرے پر قائم ودائم فرمائے اور انہیں ہمہ وقت اپنے حفظ وامان میں رکھے، آمین۔

◆◆◆

ص ۱۴ رکا بقیہ........................

عمدہ اسلوب میں بندگان خدا کو تاکیدات فرمائی ہیں۔

آقا کریم کے ارشاد گرامی: المسلم المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ کی تفسیر بنتے ہوئے خدمت دین وملت انجام دینے کی کوشش کی جائے تاکہ دارین میں اللہ ورسول کی جانب سے عظمت ورفعت کا تاج پاسکیں۔ ؎

غلط روی سے منازل کا بعد بڑھتا ہے
مسافر وروش کارواں بدل ڈالو

◆◆◆

ص ۷۴ رکا بقیہ........................

وہ لَا ثَانِی ہو تم آقا نہیں ثَانِی کوئی جس کا
اگر ہے دوسرا کوئی تو اپنا دوسرا تم ہو

ھُوَ الْاَوَّل ھُوَ الآخر ھُوَ الظَّاھر ھُوَ الْباطن
بِکُلِّ شَیئٍ عَلِیم لوحِ محفُوظِ خُدا تم ہو

نہ ہوسکتے ہیں دو اَوّل نہ ہوسکتے ہیں دو آخر
تم اَوّل اور آخر، اِبتدا تم اِنتہا تم ہو

◆◆◆

ص ۵۳ رکا بقیہ........................

بالیقیں نعت کے صدقے میں معزز ہوئے ہم
ورنہ دنیا میں کہے جاتے نکمے شاعر

اعلیٰ حضرت کے کلاموں کو بتا کر اپنا
آج کل جلسوں میں پڑھ جاتے ہیں جھوٹے شاعر

فیضیؔ سرکار دوعالم کی عنایت کے طفیل
لوگ مجھ کو بھی بلا لیتے ہیں کہہ کے شاعر

ص ۵۳ رکا بقیہ........................

شمع ایمان روشن رہے گی، کفر کی دُھند چھٹتی رہے گی
قلب باطل میں مسلک رضا کا، بن کے نشتر کھٹکتا رہے گا

مصطفیٰ کا ہے جو وہ خدا کا، ہے یہ پیغام احمد رضا کا
اس عقیدے سے جو بھی پھرے گا، راحتوں کو ترستا رہے گا

جو ہوائے مخالف چلے گی، خاک سر پر اُڑاتی پھرے گی
چہرۂ مسلک اعلیٰ حضرت، نور حق سے دمکتا رہے گا

دل جلیں تو جلیں حاسدوں کے، اور کلیجے پھٹیں دشمنوں کے
بات احمد رضا کی تو ہوگی، ذکر تو اُن کا چلتا رہے گا

یہ عروج وزوالِ زمانہ ہے یہ دستور اس کا پرانا
دین اسلام بدلے نہ بدلا، یہ زمانہ بدلتا رہے گا

یہ جو فکر شکیلؔ آثر ہے، سب یہ مرشد کا فیض نظر ہے
دم میں جب تک ہے دم ان شاء اللہ، یہ قلم یونہی چلتا رہے گا

ص ۵۴ رکا بقیہ........................

سرور کائنات ﷺ کی آمد پاک کا صدقہ ہے کہ انسانیت کو جینے کا سلیقہ آیا، انصاف کو نئی زندگی ملی اور انسانوں کو جینے کا شعور آیا۔

خطیب الہند مفکر اسلام حضرت علامہ ڈاکٹر حسن رضا خاں پی ایچ ڈی پٹنہ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ اوقاف کی ساری جائیداد اللہ ورسول کی ملکیت ہے اور اب وقف شدہ شی واقف کے بھی ملکیت سے باہر ہوگئی لہٰذا وقف کرنے والا بھی اپنے استعمال میں نہیں لاسکتا اور اگر حکومت اوقاف پر قبضہ کرنا چاہتی ہے تو یہ سراسر ظلم ہے جسے مسلمان برداشت نہیں کرسکتے حکومت کو چاہیے کہ اپنا موقف تبدیل کرے۔

نقابت کے فرائض نقیب سدا بہار حضرت مولانا محمد ضیاء المصطفیٰ مدنی مظفر پور، نقیب ذی وقار حافظ شمشاد عالم مظفر پور نے بڑے اچھے انداز میں انجام دیئے، شہنشاہ ترنم حضرت حافظ وقاری اشرف رضا بھیکن پور سیف، مداح خیر الانام حضرت کلیم رضا دانش مظفر پوری، شاہکار ترنم حضرت حافظ وقاری اعجاز صاحب امرک، ثناخوان مصطفیٰ اشرف رضا فیضی سیتامڑھی، مداح رسول بسمل نیپالی صاحبان نے اپنے نعتیہ کلام سے سامعین کو محظوظ ولطف اندوز کیا، گاؤں اور شہر کے سبھی معززین شریک محفل ہوئے، صلوۃ وسلام اور خلیفہ حضور تاج الشریعہ مفتی محمد قمر الزماں رضوی مصباحی مظفر پوری کی دعا پر محفل اختتام پذیر ہوئی۔

◆◆◆

اسلامیات

(از: مولانا طفیل احمد مصباحی*

حدیث لا مھدی الا عیسیٰ بن مریم کا تنقیدی جائزہ

قربِ قیامت کی عظیم ترین نشانیوں میں سے دو بڑی نشانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول اور حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور بھی ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ہیں اور امام مہدی رضی اللہ عنہ ولی اور خانوادۂ نبوت کے ایک معزز فرد ہیں، یہ دونوں الگ الگ شخصیت ہیں، دونوں کے متعلق احادیث وارد ہیں اور ان دونوں کے ظہور و نزول پر ایمان لانا واجب ہے، اب اگر سنن ابن ماجہ کی حدیث " لا مھدی الا عیسیٰ " کو درست مانتے ہوئے یہ عقیدہ رکھا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی امام مہدی ہیں تو پھر قریب قیامت امام مہدی کے ظہور سے متعلق احادیث و روایات غلط ثابت ہوں گی۔

اس لیے اس روایت کا تنقیدی جائزہ لینا ضروری ہے، ناقدینِ حدیث اور ممتاز محدثین کے نزدیک سنن ابن ماجہ کی یہ روایت محلِّ نظر ہے، بعض محدثین نے اس کو " موضوع " بعض نے " مُنکَر " اور بعض نے اس روایت کو مجہول اور منقطع بتایا ہے، موضوع کو چھوڑ کر مُنکر مجہول اور منقطع یہ سب ضعیف احادیث کے اقسام میں سے ہیں، مذکورہ روایت سے متعلق بعض محدثین و مؤلفین کے اقوال ملاحظہ فرمائیں :

(1) امام ابوالفرج عبدالرحمٰن بن الجوزی " العلل المتناھیة " میں مذکورہ روایت (لا مھدی الا عیسیٰ) نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

" قال أبو عبد الرحمن أحمد بن شعیب النسائی: ھذا حدیث منکر و قال البیھقی: تفرد بھذا الحدیث محمد بن خالد الجندی قال: قال أبو عبد الله الحاکم: محمد بن خالد رجل مجھول .... قال البیھقی: فرجع الحدیث إلی الجندی و ھو مجھول عن ابان بن أبی عیاش و ھو متروك عن الحسن عن رسول الله ﷺ و ھو منقطع و الأحادیث قبله فی التنصیص علی خروج المھدی أصح إسناداً۔ یعنی ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی نے فرمایا کہ یہ حدیث مُنکَر ہے، امام بیہقی نے اس حدیث کے راوی محمد بن خالد الجندی کو مجہول بتایا، اسی طرح اس حدیث کے متروک اور منقطع ہونے کی بات کہی، باقی امام مہدی رضی اللہ عنہ کے خروج پر جو احادیث مروی ہیں، وہ صحیح الاسناد ہیں [صرف یہ روایت " لا مھدی الا عیسیٰ " محلِّ نظر ہے] " (العلل المتناھیة فی الأحادیث الواھیة، جلد اول، ص 862 :863 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(2) شیخ تقی الدین احمد بن تیمیہ لکھتے ہیں :

" و الحدیث الذی فیه: لا مھدی إلا عیسیٰ بن مریم رواہ ابن ماجة و ھو حدیث ضعیف رواہ عن یونس عن الشافعی عن شیخ [مجھول] من أھل الیمن لا تقوم بإسنادہ حجة ۔ " (منھاج السنة النبویة، جلد ۴، ص 102-101 مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ بیروت)

(3) حضرت ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں :

" ثم اعلم أن حدیث: لا مھدی إلا عیسی ابن مریم ضعیف باتفاق المحدثین کما صرح به الجزری۔ جان لو کہ حدیث: لا مھدی الا عیسیٰ بن مریم. باتفاقِ محدثین ضعیف ہے، جیسا کہ امام جزری نے اس کی صراحت فرمائی ہے۔ " (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، جلد 10، ص 101 مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ بیروت)

(4) مشہور غیر مقلد عرب عالم محمد ناصر الدین الالبانی نے اس روایت پر مختلف جہتوں سے کلام کیا ہے اور دلائل کے ساتھ اس

* مضمون نگار ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ کے سابق نائب مدیر ہیں۔

کے سخت ضُعف کو ثابت کیا ہے اور آخر میں لکھا ہے کہ قادیانی جماعت نے اپنے جھوٹے نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعوئ نبوت کو ثابت کرنے کے لیے اس مُنکر روایت (لا مھدی الا عیسیٰ) کا سہارا لیا ہے، مرزا غلام احمد قادیانی نے سب سے پہلے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا، اس کے بعد اپنے بارے میں دعویٰ کیا کہ وہ عیسیٰ بن مریم ہے کہ آخری زمانے میں جن کے آنے کی بشارت دی گئی ہے اور حدیث میں قربِ قیامت جس امام مہدی کے نزول کی بات کہی گئی ہے، وہ امام مہدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں۔ محمد ناصر الدین البانی مزید کہتے ہیں کہ علامہ ابن حجر العسقلانی نے فتح الباری میں اس روایت کے ضعیف اور قابلِ رد ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے کیوں کہ یہ روایت ان احادیث کے خلاف ہے جن میں قربِ قیامت حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے نزول کی بشارت دی گئی ہے، عبارت ملاحظہ کریں:

"لا مھدی الا عیسیٰ) منکر. أخرجه ابن ماجه و الحاکم و ابن الجوزي في الواھیات...... قلت: و ھذا إسناد ضعیف فیه علل ثلاث :الأولی : عنعنة الحسن البصری، فإنه قد کان یدلس. الثانیة:جھالة محمد بن خالد الجندی، فإنه مجھول کما قال الحافظ فی التقریب تبعاً لغیرہ کما یأتی. الثالثة :الاختلاف فی سندہ.......... و قد أشار الحافظ (بن حجر العسقلانی) فی "الفتح ٦/٣٨٥"إلی رد ھذا الحدیث لمخالفته لأحادیث المھدی. و ھذا الحدیث تستغله الطائفة القادیانیة فی الدعوة لنبیھم المزعوم میرزا غلام أحمد القادیانی الذی ادعی النبوة، ثم ادعی أنه ھو عیسیٰ بن مریم المبشر بنزوله فی آخر الزمان و أنه لا مھدی إلا عیسیٰ بناءً علی ھذا الحدیث المنکر۔" (الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ، جلد اول، ص 175–176 حدیث نمبر 77 مطبوعہ: مکتبۃ المعارف الریاض)

(5) اس حدیث کے متعلق الدکتور محمد رشاد سالم یہ اطلاع فراہم کرتے ہیں کہ امام ذہبی نے میزان الاعتدال میں اس روایت کو "خبر منکر" قرار دیا ہے، امام صغانی کہتے ہیں کہ یہ روایت موضوع ہے جیسا کہ قاضی شوکانی کی "الاحادیث الموضوعۃ" میں اس کی صراحت کی گئی ہے، الدکتور رشاد سالم کے الفاظ یہ ہیں:

"قال الذھبی فی المیزان :إنه خبر منکر و قال الصغانی "موضوع" کما فی الأحادیث الموضوعة للشوکانی۔[ص ١٩٥] (حاشیۃ منہاج السنۃ النبویۃ، جلد رابع، ص: 102 مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت)

حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کی تاویل

چوں کہ مذکورہ روایت (لا مھدی الا عیسیٰ بن مریم) محدثین کے نزدیک مخدوش اور محلِّ نظر ہے، اس لیے حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے اس پر عدمِ اطمینان کا اظہار فرمایا ہے اور اس کی تاویل (صرف الکلام عن الظاھر۔ کلام کو اس کے ظاہری مفہوم سے پھیرنے کا نام تاویل ہے) کی ہے، چنانچہ آپ لطائفِ اشرفی میں فرماتے ہیں:

"ولایتِ مطلقہ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم امام مہدی ہیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسل سے ہوں گے .... ولایتِ مطلقہ عامہ کے خاتم حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں، ان کے زمانہ میں حضرت امام مہدی ظاہر ہوں گے اور یہ رد ہے اس (گروہ) کے قول کا جو کہتا ہے کہ مہدی ہی عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے اور وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ: لا مھدی الا عیسیٰ بن مریم. (عیسیٰ ابن مریم کے سوا کوئی مہدی نہیں ہے) اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہاں کچھ لفظ محذوف ہیں، اصل یوں ہے کہ: لا مھدی بعد المھدی المشھور الذی من أولاد سیدنا محمد صلی اللہ علیه وسلم و علی الا عیسیٰ. نہیں ہے کوئی مہدی بعد ان مشہور مہدی کے جو اولادِ سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہیں، سوا عیسیٰ علیہ السلام کے۔" (لطائفِ اشرفی مترجم، حصہ اول، ص 77: مطبوعہ: پاکستان)

◆◆◆

از: مولانا عمران رضا منظری*

مسافرو! روش کارواں بدل ڈالو

امم ماضیہ میں تباہی و بربادی آنے کا ایک سبب عدل وانصاف کا فقدان بھی تھا، جہاں وہ بنیادی طور پر اپنے پیغمبر وقت کی نافرمانیاں کر رہے تھے وہیں دنیاوی آرائش وزیبائش کی خاطر امیر کے مقابلے میں غریب کے ساتھ ناانصافیوں اور بد دیانتیوں کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے تھے، مثلاً: دو جماعتوں میں وقت خصومت فقط دولت وثروت سے لیس افراد کے حق میں حمایت و عیانت کی آواز بلند کرتے، اکثر مقامات پر کمزور و بے بس انسانوں کو ان کے حقوق سے محروم کر دیتے، حتی کہ شرعی احکام کے نفاذ میں انصاف پرستی کی جگہ شخصیت پرستی کے متوالے ہو چکے تھے جس کے نتیجے میں شریعت کے قوانین اور اصول دین کے تانے بانے کی ایک خودساختہ ہیئت نظر آرہی تھی۔

طبیعت کے مطابق احکام کی پیروی اور اس کے ناموافق احکام کی خلاف ورزی اپنا شیوہ بنا رکھا تھا، جسے قرآن پاک میں رب قدیر نے: اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ۔ (تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو۔ البقرۃ:۸۵/ترجمہ کنزالایمان) کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

مذکورہ موضوع پر قرآن کریم نے متعدد اقوام وملل کے اس قبیح فعل اور خدائی قانون کی واضح خلاف ورزی کرنے والے عمل کی مذمت کی ہے۔ دنیاوی سکون کی حصول یابی اور روسائے زمانہ کی نگاہ میں مقام محبوبی اور ان کی جانب سے منصب رفیع پانے کی خاطر حکم خدا کو اپنے الفاظ میں بدل کر پیش کرتے جس پر من جانب اللہ نہی وارد ہوئی۔

''وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا۔ (البقرۃ:۴۱) اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑے دام نہ لو۔'' (کنزالایمان)

دین اسلام نے ہر اس طریقۂ کار پر قدغن لگایا ہے جس سے عدل وانصاف کا خون ہوتا ہے۔ کسی بھی معاشرے سے عدل وانصاف کا اگر زوال ہو جاتا ہے تو گویا روح کا خاتمہ ہو رہا ہے۔ جب روح باقی نہیں تو صرف ایک ڈھانچہ نظر آئے گا جو کسی بھی ہوا کے معمولی جھونکے کی نذر ہو جاتا ہے۔ آج اگر ہم اپنے مسلم معاشرے میں پھیلی ہوئی کچھ اس نوعیت کی بدنظمی دیکھتے ہیں تو کہیں نہ کہیں ہر بڑے ذمہ دار وعہدہ دار شخص کی جانب سے عدل وانصاف کا خون کیا جا رہا ہے، اس دور کے کچھ بڑے ذمہ داران شریعت وطریقت کے قول وفعل کو ضبط تحریر کیا جائے تو شاید معتقدین کے جانب سے طوفان بدتمیزی آنے میں دیر نہ لگے۔

رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ۔ (النحل:۹۰) بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی۔'' (کنزالایمان)

ایک اور مقام پر فرمایا:

''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ۔ (النساء:۱۳۵) اے ایمان والو! انصاف پر خوب قائم ہو جاؤ۔'' (کنزالایمان)

اس حکم خدا کے پیش نظر ہر بندۂ خدا پر فرض ہے کہ وہ انصاف واحسان کے ساتھ اپنے اپنے شعبے میں اپنی ذمہ داری انجام دے، خانگی معاملات میں گھر کا ہر فرد ایک دوسرے کے ساتھ انصاف واحسان کے ساتھ زندگی گزارتا ہوا گھر میں خوشگوار فضا قائم رکھے، محلے میں ہر بڑا ذمہ دار شخص اپنے ماتحتوں کے ساتھ عدل وانصاف اور حسن سلوک سے پیش آئے تا کہ سماجی وقار محفوظ رہ سکے، مظلوم کی مدد کر کے بچھڑے کمزوروں کی دلجوئی کرے نا کہ کثیر الاموال ہونے کے سبب کسی کی حمایت کرے تا کہ ملت اپنے ذمہ دارانہ شریعت کی عظمت کی قائل رہے۔ دینی و مذہبی عہدوں پر فائز المرام شخصیات حکم شرع سنانے میں شخصیت پرستی کا مظاہرہ کرنے

* مضمون نگار جامعہ غوثیہ، ملک کگروا، سنبھل کے استاذ ہیں۔

سے گریز کرتے ہوئے فقط رضائے خدا عزوجل و مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے منصفانہ کردار ادا کریں، اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے:

''وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ۔ (الانعام:۱۵۲) اور جب بات کہو تو انصاف کی کہو اگرچہ تمہارے رشتہ دار کا معاملہ ہو۔'' (کنزالایمان)

ہر وہ شخص جو آج دنیا میں کسی منصب و مقام پر فائز ہے کل بروز حشر اس سے اس کے طریقہ کار سے متعلق سوال کیا جائے گا، العلماء ورثۃ الانبیاء۔ یعنی علما انبیا کے وارث ہیں۔

اس حدیث پاک کی روشنی میں ہر عالم شریعت اپنے منصب جلیل کی لاج رکھتے ہوئے معاشرے میں تبلیغ دین اور ارشاد و پیغامِ حق کو انجام دینے میں کمر بستہ رہے، چوں کہ دینی قدروں کا محافظ بنا کر تمہیں دنیا میں بھیجا گیا ہے، دنیاوی مفاد کے پیش نظر مصلحتوں کی قربان گاہوں پر زیادہ دین و مذہب کو پیش نہ کیا جائے۔

بہت سے جبہ و دستار سے ملبوس افراد کہیں علاقائی، لسانی اور برادرانہ تعصب کے شکار ہو کر قربتوں نسبتوں کا لحاظ کرتے ہوئے بروقت صدائے حق سننے سنانے سے گریز کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور اس خطرناک پالیسی اور دورخی روش کے نتیجے میں سادہ لوح عوام احکام شرعیہ کی اہمیت کو دلوں سے نکالتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔ فتنوں سے بھرپور اس دور میں ہادی اعظم محسن انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی منصفانہ زندگی کے اس تابندہ واقعہ کو بنظر غائر پڑھیں جو عام وخاص کے لیے روشن مینارہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

رحمت اللعالمین ﷺ نے ایک مرتبہ اعلان فرمایا: اگر کسی کا مجھ پر کوئی حق ہو تو وہ لے سکتا ہے، اچانک ایک صحابی رسول نے کہا: یارسول اللہ! میرا حق ہے، ان کے اس جواب پر جملہ صحابہ حیران ہو گئے، صحابی رسول کہنے لگے: یارسول اللہ! ایک مرتبہ آپ نے صفیں سیدھی کرنے کے درمیان آپ نے میری ننگی پیٹھ پر ایک قمچی لگائی تھی، آج اس حق کا مطالبہ کر رہا ہوں، سرکار دوعالم نے جواب سن کر اپنا پشتِ مبارک اپنے پیارے صحابی کے لیے پیش کر دی۔ یہ الگ بات ہے کہ ان کا مقصد سرکار سے بدلہ لینا ہرگز نہ تھا بلکہ برکت و رحمت کی منبع مہر نبوت کو چوم کر اپنے جسم کو فیض یاب کرنا تھا مگر یہاں موضوع بحث سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عدل وانصاف دیکھیں، ان کی عادل و منصف شخصیت سے اعلیٰ کردار کا نظارہ دیکھیں۔ ہوتا کوئی آج کا ڈکٹیٹر جیسا کہ دیکھا جا رہا ہے تو طالب انصاف پر عذاب و عتاب کے پہاڑ توڑ دیئے جاتے، گھر بار تاراج کر دیئے جاتے۔

ایک مقام پر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: سابقہ امتیں اسی وجہ سے تباہ و برباد کر دی گئیں کہ وہ امیروں کے لیے شرعی قوانین میں نرمی برتتے اور غریبوں کے لیے قوانین میں شدت برتتے تھے، رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے کسی کے ساتھ بھی ظلم و زیادتی کو روا نہیں رکھا، وقت کا امیر اعظم ہو یا غریب تاجر ہو یا خادم سبھی کے ساتھ عادلانہ وہ منصفانہ رویہ اختیار کرنے کا حکم جاری کیا، عملی اعتبار سے اس کی سیرت نبوی اور سیرت صحابہ میں کثیر مثالیں دیکھنے کو ملتی ہیں جن سے معاشرے کو ظاہری حسن و جمال کے ساتھ ساتھ باطنی کیف و سرور اور فرحت وسکون کا گہوارہ بنایا گیا، جس معاشرے میں ملت کے ساتھ متعصّبانہ رویہ اختیار کرنے والے لوگ پیدا ہو جاتے ہیں وہاں ذہنی وقلبی سکون دیکھنے کو نہیں ملتا بلکہ ایک دوسرے کے تئیں نفرت و عداوت اور قلبی کدورت پیدا ہو جاتی ہے، بغاوت و سیاست کا بھیانک دور شروع ہو جاتا ہے۔

ہادی اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب اپنے کسی صحابی کو کسی مقام پر بحیثیت قاضی روانہ فرماتے تو وہاں قرآن وسنت کی روشنی میں مکمل انصاف اور دیانت داری کے ساتھ فریضہ قضا کی انجام دہی کی تاکید فرماتے۔ جیسا کہ حضرت معاذ ابن جبل کی سیرت سے واقف حضرات بخوبی جانتے ہیں، دین اسلام میں مرجع اوّل رب قدیر کی مقدس کتاب قرآن کریم نے متعدد مقامات پر ایک دوسرے کے ساتھ عدل وانصاف کرنے، بھلائی، خیرخواہی، نیک نیتی، دیانت داری، حقوق کی پاسداری، جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت وصیانت کے حوالے سے بڑے بقیہ ص ۴۷ پر

احوال قوم وملت

(از: مولانا محمد عطاء النبی حسینی مصباحی*

امام العلما اور تحفظ ختم نبوت

امام العلما علامہ رضا علی خان علیہ الرحمہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے جد امجد ہیں، آپ ہی وہ ذات ہیں جس کے وسیلے سے خاندان رضا میں علمی فیوض و برکات کا سلسلہ شروع ہوا۔ آپ نے اپنی زندگی میں تحفظ عقائد و معمولات کا فریضہ خوب خوب انجام دیا، تحفظ عقائد ہی کا جذبہ تھا کہ آپ نے تحفظ ختم نبوت کی خدمت بھی انجام دی، ذیل میں آپ کے مختصر حالات اور اسی حوالے سے کچھ باتیں سپرد قرطاس وقلم کی جا رہی ہیں۔

ولادت

امام العلما حضرت مولانا رضا علی خاں صاحب ۱۲۲۴ھ میں پیدا ہوئے۔

تعلیم وتربیت

امام العلما شہر ٹونک میں مولوی خلیل الرحمن صاحب مرحوم ومغفور سے علوم درسیہ حاصل کر کے ۲۲ رسال کی عمر میں ۱۲۴۵ھ کو سند فراغ حاصل کر کے مشار الیہ اماثل واقران ومشہور اطراف وزمان ہوئے۔ خصوصاً فقہ وتصوف میں کامل مہارت حاصل فرمائی۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص 37)

بیعت وخلافت

امام العلما کو شیخ وقت حضرت شاہ فضل رحمن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ (شاگرد حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی وخلیفہ شاہ محمد آفاق مجددی نقشبندی دہلوی) سے بیعت وخلافت حاصل تھی اور سلسلۂ نقشبندیہ میں مرید کرتے تھے۔

فتویٰ نویسی

امام العلما اپنے وقت کے قطب، ولی کامل اور روہیل کھنڈ کے بزرگ ترین علما میں تھے۔ خاندان میں آپ ہی نے سب سے پہلے فتویٰ نویسی کا شرف حاصل کیا۔ ۱۸۱۶ء میں روہیلہ حکومت کے خاتمہ ”بریلی شریف“ پر انگریزوں کے قبضہ اور حضرت مفتی محمد عیوض صاحب کے ”روہیل کھنڈ (بریلی)“ سے ”ٹونک“ تشریف لے جانے کے بعد بریلی کی مسند افتا خالی تھی، ایسے نازک اور پر آشوب دور میں امام العلما علامہ مفتی رضا علی خاں نقشبندی علیہ الرحمہ نے بریلی کی مسند افتا کو رونق بخشی، یہیں سے خانوادۂ رضویہ میں فتاویٰ نویسی کی عظیم الشان روایت کی ابتدا ہوئی۔ (مولانا نقی علی خاں حیات اور علمی وادبی کارنامے، ص ۷۸)

تصانیف

امام العلما کی تصانیف میں صرف خطبات جمعہ وعیدین کا ایک مجموعہ بنام ”مجموعہ خطبۂ علمی“ اور ایک میلادنامے کا تذکرہ ملتا ہے جو ۵۸ رصفحات پر مشتمل تھا، یہ میلادنامہ پہلی بار ۱۸۵۱ء میں نول کشور لکھنؤ سے چھپا، مجموعہ خطبہ علمی کے متعلق حکیم الاسلام علامہ مفتی حسنین رضا خان قادری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

> ”انہوں نے خطبۂ جمعہ وعیدین لکھے جو آج کل خطبہ علمی کے نام سے ملک بھر میں رائج ہیں، یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اس خاندان کے مورث اعلیٰ مولانا رضا علی خاں صاحب کے خطبے جو خطبۂ علمی کہلاتے ہیں وہ مولانا رضا علی خاں صاحب کے ہی تصنیف کردہ ہیں اور کم وبیش ایک صدی سے سارے ہندوستان کے طول وعرض میں جمعہ وعیدین کو پڑھے جاتے ہیں اور ہر مخالف وموافق انہیں پڑھتا ہے، ان کو شہرت سے انتہائی نفرت تھی اس لیے انہوں نے خطبے اپنے شاگرد مولانا علمی کو دے دیئے، مولانا علمی نے خود بھی اس طرف اشارہ کیا ہے، البتہ خطبۂ علمی میں اشعار مولانا علمی کے ہیں۔“ (سیرت اعلیٰ حضرت، ص ۴۱)

عادات وخصائل

آپ بہترین واعظ اور خطیب تھے، آپ کی تقریر دلوں پر

اثر کرتی تھی، کسی سے باتیں کرتے تو نہایت نرمی سے کرتے، سلام میں پہل کرتے، قناعت پسند تھے، تواضع اور بردباری آپ کا شیوہ تھا، علم فقہ میں مہارت تامہ حاصل تھی۔

ردّ فرق باطلہ

مولوی اسمٰعیل دہلوی کی رسوائے زمانہ کتاب ”تقویۃ الایمان“ جب منظر عام پر آئی تو بریلی میں آپ ہی کے حکم سے اس کا رد لکھا گیا اور تمام بریلی کے علمائے کرام سے اس کی تصدیق کرائی گئی، پھر کتابی شکل میں اس کو شائع کیا گیا، اس مجموعہ کا نام ”تصحیح الایمان ردتقویۃ الایمان“ رکھا گیا، اس کے مرتب آپ کے شاگرد ملک محمد علی خاں ہیں، مطبوعہ نسخہ تو نایاب ہے البتہ قلمی نسخہ رضا لائبریری رام پور میں ہے۔ (حیات مفتی اعظم، ص 24)

مرزا عبد الوحید بیگ لکھتے ہیں:

”۱۷۷۴ء میں حافظ الملک حافظ رحمت خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شہید ہوجانے کے بعد روہیل کھنڈ کا علاقہ شجاع الدولہ اور اس کے بیٹے آصف الدولہ کے قبضہ و اقتدار میں ۲۶/ سال رہا۔ روہیل کھنڈ کا مرکز بریلی تھا، آصف الدولہ کے عہد حکومت میں بریلی شہر کے اندر رافضیت کو بہت فروغ ملا، محلہ چھپی ٹولہ میں کالا امام باڑا اور مسجد آصفیہ اسی زمانے کی یادگار ہیں۔ رافضیت کا فروغ اتنا ہوا کہ بہت سے غیر پختہ عقیدے والے سنی بھی تعزیہ کی طرف راغب ہوگئے اور انھوں نے بریلی کی جامع مسجد کے صحن کے برابر میں ایک سہ دری میں تعزیے اور علم رکھ دیئے، حکیم مرزا حسن جان بیگ عہد آصفیہ کے خاتمہ پر جامع مسجد کے متولی ہوئے تو انھوں نے سہ دری میں تالا لگوا دیا تا کہ تعزیہ داری کی بدعت حدود مسجد میں نہ ہوسکے، ان کے انتقال کے بعد مولانا مرزا مطیع بیگ برادر مولانا مرزا غلام قادر بیگ استاذ اعلیٰ حضرت جامع مسجد کے متولی ہوئے تو انھوں نے امام العلما مولانا رضا علی خاں کی ہدایت کے مطابق سہ دری سے تعزیے اور علم الگ کرا دیئے اور اس سہ دری کا نام نبی خانہ رکھ دیا جس کا نام پہلے کے لوگوں نے امام باڑا رکھ دیا تھا، شہر کے بعض جاہلوں نے متولی صاحب کے اس اقدام پر بہت شور مچایا اور ان کو بد عقیدہ کہنا شروع کردیا، امام العلما کا بریلی کے عوام بڑا ادب واحترام کرتے تھے، امام العلما نے رد بدعت اور رافضیت میں ایک فتویٰ جاری کیا اور تحریر فرمایا کہ متولی کا اقدام درست ہے اور یہ سنی حنفی مسلک پر ہیں، اس فتوے پر بریلی کے دوسرے علما نے بھی دستخط کیے۔ اس کے بعد امام العلما خود جامع مسجد تشریف لاتے تھے اور سہ دری جس کا نام نبی خانہ رکھ دیا گیا تھا اس میں محفل میلاد کا انعقاد ہر جمعرات کو کرتے اور اس میں وعظ فرماتے، آپ کے اس وعظ کی محفلوں کے ذریعہ بریلی کی جامع مسجد سے تعزیہ داری کا سلسلہ ختم ہوا اور جہلا نے رافضیت سے توبہ کرلی۔“ (حیات مفتی اعظم، ص ۲۴)

آپ آزادی پسند تھے، انگریزی اقتدار کو بالکل پسند نہیں فرماتے تھے، علمائے کرام نے جب فتویٔ جہاد دیا تو آپ نے اس کی بھرپور حمایت کی اور عوام کو انگریزوں کے خلاف تیار کیا، مجاہدین کی پوری مدد کی۔ مجاہدین کو گھوڑے پہنچانے میں آپ نے نمایاں کردار ادا کیا۔ (مصدر سابق، ص 27)

وصال

امام العلما کا وصال ۶۲/ سال کی عمر میں ۶/ جمادی الاولیٰ ۱۲۸۶ھ بمطابق اگست ۱۸۶۹ء میں ہوا۔ آپ کا مزار نزد سٹی اسٹیشن بریلی واقع قبرستان بہاری پور، سول لائن میں ہے۔

(علامہ نقی علی خان، حیات اور علمی وادبی کارنامے، ص 78)

تحفظ ختم نبوت اور امام العلما

امام العلما مفتی رضا علی خان علیہ الرحمہ اپنے وقت کے بہت بڑے مفتی تھے، ممکن ہے کہ انہوں نے ختم نبوت کے حوالے سے فتویٰ بھی دیا ہو لیکن جب فتاویٰ محفوظ ہی نہیں تو فتاویٰ کی جہت سے آپ کی خدمات تحفظ ختم نبوت پر لکھنا ممکن ہی نہیں، لیکن امام العلما کی ایک کتاب موجود ہے جس کی روشنی میں آپ کی خدمات تحفظ ختم نبوت پر کچھ روشنی ملتی ہے، وہ کتاب ہے ”خطبہ علمی“ جی ہاں! یہ کتاب اگرچہ مولانا حسن علمی بریلوی صاحب کے نام سے شائع ہوتی آرہی ہے لیکن درحقیقت اس کو معرض وجود میں لانے

اسلاف واخلاف

والی ذات امام العلما ہیں، سیرت اعلیٰ حضرت سے علامہ حسنین رضا خان کا اقتباس گزرا۔ مزید علامہ یٰسین اختر مصباحی کی تحریر بھی ملاحظہ ہو، وہ لکھتے ہیں:

''متحدہ ہندوستان میں رائج و مشہور ''خطبۂ علمی'' حضرت مولانا رضا علی بریلوی ہی کے تحریر کردہ ہیں جو آپ کے ایک عزیز شاگرد مولانا محمد حسن علمی بریلوی (متوفی ۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء) کے نام سے شائع ہو کر متحدہ ہندوستان کے شہر شہر میں مقبول ہوئے۔'' (ممتاز علمائے انقلاب، ص228)

امام العلما نے خطبۂ علمی ترتیب دیا تو کئی خطبوں میں آپ نے حضور نبی کریم ﷺ کی شان کے بیان کے لیے آخر الانبیا، خاتم النبیین، نبی آخر الزمان، عاقب، مقفی، خاتم الانبیا، خاتم الرسل، صاحب الخاتم جیسے مناصب کا استعمال فرمایا ہے۔ اب اس سے کس کو انکار ہو سکتا ہے کہ کسی بھی بات کو تبلیغ و ترسیل، ترویج و اشاعت اور اس کو ذہن و فکر میں پختہ و راسخ کرنے کا ایک آسان اور بہترین طریقہ یہ ہے کہ اس بات کا خوب خوب چرچا کیا جائے۔ اس تناظر میں امام العلما کے طریقۂ تبلیغ عقیدۂ ختم نبوت پر رشک نہ آئے تو کیا آئے کہ انہوں نے خطبات میں ہی عقیدۂ ختم نبوت کو شامل کر دیا۔ جب جب کوئی خطیب خطبہ پڑھے گا تو سامعین و مخاطبین کے ذہن و فکر میں یہ عقیدہ جاگزیں اور راسخ ہوتا جائے گا کہ حضور نبی کریم ﷺ آخر الانبیا ہیں، خاتم النبیین ہیں، نبی آخر الزمان ہیں، عاقب ہیں، مقفی ہیں، خاتم الانبیا ہیں، خاتم الرسل ہیں اور صاحب الخاتم ہیں اور یہ تحفظ ختم نبوت نہیں تو اور کیا ہے۔

اب ذیل میں خطبہ کے ان اقتباس کو نقل کیا جاتا ہے جن سے حضور ﷺ کا خاتم النبیین کا اعلان ہو رہا ہے، خطبہ نمبر 3/ کے خطبۂ ثانیہ میں ہے:

''وَالصَّلَاةُ عَلَى نَبِيِّهِ وَحَبِيبِهِ الَّذِي أَسْمَاءُهُ مُحَمَّدٌ أَحْمَدُ حَامِدٌ مَحْمُودٌ أَحِيدٌ وَحِيدٌ مَاحٍ حَاشِرٌ عَاقِبٌ طٰهٰ يٰس طَاهِرٌ طَيِّبٌ سَيِّدٌ رَسُولٌ نَبِيٌّ رَسُولُ الرَّحْمَةِ قَيِّمٌ جَامِعٌ مُقْتَفٍ مُقَفِّي رَسُولُ الْمَلَاحِمِ رَسُولُ الرَّاحَةِ كَامِلٌ اكليلٌ مُدَّثِّرٌ مُزَّمِّلٌ عَبْدُ اللهِ حَبِيبُ اللهِ صَفِيُّ اللهِ نَجِيُّ اللهِ كَلِيمُ اللهِ خَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ خَاتِمُ الرُّسُلِ۔'' (خطبۂ علمی، ص16)

اسی خطبہ میں آگے ''صَاحِبُ الخَاتَمِ'' بھی ہے، نیز خطبہ نمبر 6/ کے خطبۂ اوّل میں ہے:

''صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتِمِ النَّبِيِّينَ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ شَفِيعِ الْمُذْنِبِينَ وَعَلَى آلِهِ الطَّيِّبِينَ وَأَصْحَابِهِ الْمُطَهَّرِينَ وَمَنِ اتَّبَعَهُمْ أَجْمَعِينَ۔'' (مصدر سابق، ص30)

مزید گیارھواں خطبہ کے اوّل خطبہ میں ہے:

''ثُمَّ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَيْرِ الْوَرَى بَدْرِ اللهِ فِي نُورِ الْهُدَى صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى رَسُولِ الثَّقَلَيْنِ نَبِيِّ الْحَرَبَيْنِ إِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ شَفِيعِ الْأُمَمِ فِي الدَّارَيْنِ خَاتِمِ النَّبِيِّينَ رَسُولِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔'' (مصدر سابق، ص12)

یہ تو وہ الفاظ ہیں جو براہِ راست حضور نبی کریم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے عقیدہ پر واضح اور ظاہر و باہر ہیں، ان کے علاوہ بھی اس خطبۂ علمی میں کئی مقامات ہیں جن کا خلاصہ حضور ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ہے، مثلاً خیر الوریٰ، سید المرسلین، سید الانبیا والمرسلین وغیرہ۔

◆◆◆

از: مولانا محمد عطاء النبی حسینی مصباحی*

حجۃ الاسلام اور تحفظ ختم نبوت

امام اہل سنت کے خلفِ اکبر حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان علیہ الرحمہ کی علمی جلالت کا یہ عالم تھا کہ آپ کو علما و عوام نائب امام احمد رضا کہا کرتے تھے۔ آپ نے بھی امام اہل سنت کی جانشینی کا مکمل حق ادا کرنے کی بھرپور کوشش کی، جس جس جہت سے امام اہل سنت نے دین کی خدمت کی آپ نے بھی ان کے نقشِ قدم کی پیروی کی، امام اہل سنت نے ایک اہم دینی خدمت ردفرق باطلہ انجام دی تو آپ کے خلف اکبر نے بھی باطل فرقوں کی تردید کا کام کیا، ان میں سے منکر ختم نبوت کی تکبیب و تردید بھی ہے، ذیل میں اسی حوالے سے کچھ باتیں تحریر کی جارہی ہیں لیکن خدمات کے ساتھ شخصیات کا بھی مختصر تعارف ہوجانا مناسب ہے اس لیے پہلے شخصیت کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

ولادت باسعادت

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد حامد رضا خان قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادتِ باسعادت مرکز اہل سنت بریلی شریف میں ماہ ربیع الاوّل شریف 1292ھ/ہجری/1875ء/عیسوی میں ہوئی، عقیقہ میں حضور حجۃ الاسلام کا نام حسب دستورِ خاندانی محمد رکھا گیا۔ آپ کا عرفی نام حامد رضا اور آپ کا خطاب حجۃ الاسلام ہے۔ (تذکرہ علماء اہل سنّت، ص ۸۱)

تعلیم وتربیت

حضور حجۃ الاسلام حضرت علامہ محمد حامد رضا خان قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیم و تربیت آغوشِ والد ماجد امام اہل سنّت مجدد دین وملت شاہ امام احمد رضا خان قادری فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہوئی، والد ماجد آپ سے بڑی محبت فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ ''حامد منی و انا من حامد'' حضور حجۃ الاسلام نے جملہ علوم وفنون اپنے والد ماجد سے حاصل کیے، یہاں تک کہ حدیث، تفسیر، فقہ وکتب، معقول ومنقول کو پڑھ کر صرف 19/سال کی عمر شریف میں فارغ التحصیل ہوگئے۔

بیعت وخلافت

آپ کے مرشد گرامی حضرت نورالعارفین مولانا سید ابوالحسین نوری (م ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) اور مرشد ہی کے حکم سے آپ کے والد نامدار امام احمد رضا قادری برکاتی نے آپ کو تمام سلاسل عالیہ اور تمام علوم عقلیہ ونقلیہ اور اوراد و اشغال میں ماذون فرمایا، طریقت ومعرفت کے تیرہ سلاسل میں آپ کو اجازت و خلافت حاصل ہوئی۔

درس وتدریس

افتا کی مصروفیت کے ساتھ ساتھ ''منظر اسلام'' بریلی شریف میں تدریس کا فریضہ بھی انجام دیا کرتے اور تدریس و تفہیم کتب کا عالم یہ ہوتا کہ ''منظر اسلام میں نہ صرف حدیث بلکہ معقول ومنقول کے اعلیٰ درجات کی کتابیں بھی آپ نے ایسی پڑھائیں کہ شاید و باید... ہر درجہ میں پڑھنے والوں کا ہجوم رہا۔'' (تذکرہ جمیل، ص ۱۸۰)

تصنیف وتالیف

حضور حجۃ الاسلام قدس سرہ العزیز صاحبِ تصنیف بزرگ تھے، آپ کی علمی جلالت کا صحیح پتہ اور علم تو آپ کی تصانیف سے زیادہ ممکن ہے، ذیل میں آپ کی چند قلمی یادگار کی نشاندہی کی جاتی ہے، ملاحظہ فرمائیں:

(۱) مجموعہ فتاویٰ [اسی کو ''فتاویٰ حامدیہ'' سے حضرت مفتی عبدالرحیم نشتر فاروقی صاحب نے مرتب کیا] (۲) الصارم الربانی علیٰ اسراف القادیانی (۳) نعتیہ دیوان [یہی دیوان ''بیاض پاک'' کے نام سے شائع ہوا] (۴) تمہید وترجمہ الدولۃ المکیہ (۵) الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ (۶) تمہید کفل الفقیہ الفاہم

* مضمون نگار سہ ماہی سنی پیغام، نیپال کے مدیر اعلیٰ ہیں۔

(۷) خطبہ الوظیفۃ الکریمہ (۸) سد الفرار (۹) سلامۃ اللہ لاہل السنۃ من سیل العناد والفتنہ (۱۰) حاشیہ ملا جلال (۱۱) کنز المصلی پر حاشیہ (۱۲) اجلیٰ انوار رضا (۱۳) آثار المبتدعین لہدم حبل اللہ المتین (۱۴) وقایہ اہل سنت۔ (تذکرہ جمیل، ص ۱۸۵)

ادارتی نوٹ: آپ کی تصانیف میں (۱۵) فائحۃ الریاحین بطیب آثار الصالحین، عرفی نام تبرکات کی خوشبو (۱۶) اجتناب العمال عن فتاوی الجہال، عرفی نام قنوت نازلہ کب جائز؟ [جن کی ترتیب وتشہیر کے فرائض راقم نے انجام دیئے] اور (۱۷) منح القدیر الحی فی اجابۃ سؤال اللّٰی ثم الحی، عرفی نام وقفی اور غصبی زمین کا شرعی حکم [جس کی ترتیب وتخریج کے فریضہ حضرت مفتی ذوالفقار خاں نعیمی صاحب نے انجام دیا] جیسے رسالے بھی شامل ہیں، نشتر فاروقی۔

وصال

حضرت حجۃ الاسلام کی علالت کا آغاز ۱۹۳۹ء سے ہی ہو گیا تھا، لیکن اس عالم میں بھی آپ نے متعدد تبلیغی اسفار کیے، جن میں جودھ پور اور بنارس کے اسفار خاص ہیں۔ آپ اپنے وصال سے ایک سال قبل ہی اپنی رحلت کے حالات و کوائف بیان فرمانے لگے تھے، آپ اپنے وصال کی کیفیت بیان کرتے اور فرمایا کرتے تھے: زبان سرکار ﷺ پر درود وسلام اور ذکر میں مشغول ہو کر، روح قرب وصال سے چھلکتے ہوئے کیف و سرور کے جام سے محظوظ ہو گی۔ آپ کا وصال مبارک ۱۷/ جمادی الاولی ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۳/ مئی ۱۹۴۳ء دوران نماز عشا حالت تشہد میں ہوا، نماز جنازہ تلمیذ رشید حضرت محدث پاکستان علامہ سردار احمد رضوی نے پڑھائی، لاکھوں کی تعداد میں عاشقان حجۃ الاسلام شریک جنازہ تھے۔

حضور حجۃ الاسلام اور تحفظ ختم نبوت

آپ نے منکر ختم نبوت ومدعی نبوت قادیانی اور قادیانیوں کے رد اور تحفظ ختم نبوت میں میں رسالہ ''الصارم الربانی علی اسراف القادیانی'' تحریر فرمایا، آپ کا یہ معرکۃ الآرا فتویٰ علامہ عبد الوحید فردوسی علیہ الرحمہ عظیم آبادی نے اپنے مشہور ومعروف ماہ نامہ ''تحفہ حنفیہ'' عظیم آباد پٹنہ میں رجب المرجب 1319ھ مطابق 1901ء کے شمارہ میں ''فتویٰ عالم ربانی بر مزخرافات قادیانی'' کے عنوان سے شائع فرمایا۔

اس رسالہ میں پانچ مقدمات اور پانچ ہی تنبیہات ہیں استفتا میں مذکور پہلی تین باتوں کا جواب تین تنبیہات کے تحت دیا گیا ہے، چوتھی اور پانچویں تنبیہ میں قادیانی کے مسیح موعود ہونے کے دعوے کا رد فرمایا گیا ہے اور آخری سوال کا جواب ''جواب سوال اخیر'' سرخی کے تحت ہے اور اس پر رسالہ کا اختتام ہے اور اسی رسالہ میں آپ نے قادیانی اور قادیانیوں کو ضال مضل اور بد دین فرمایا، آپ لکھتے ہیں:

''بالجملہ یہ مسئلہ قطعیہ یقینیہ عقائد اہل سنت وجماعت سے ہے، جس طرح اس کا راساً منکر گمراہ بالیقین، یونہی اس کا بدلنے والا اور نزول عیسی بن مریم رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی زید وعمرد کے خروج ڈھالنے والا بھی ضال مضل، بد دین کہ ارشادات حضور سید عالم کی دونوں نے تکذیب کی۔''

(الصارم الربانی علی اسراف القادیانی، علامہ حامد رضا خان، ص 40 / رضا اکیڈمی ممبئی)

اس فتویٰ کی علمی وتحقیقی حیثیت وپوزیشن کا عالم کیا ہو گا جس کے بارے میں سیّدی اعلیٰ حضرت، مجدد دین وملت، شاہ امام احمد رضا محدث بریلی رحمۃ اللہ علیہ خود تحریر فرماتے ہیں:

''فقیر کو بھی اس دعویٰ سے اتفاق ہے مرزا کے مسیح ومثل مسیح ہونے میں اصلاً شک نہیں مگر لا واللہ نہ مسیح کلمۃ اللہ علیہ صلوٰۃ اللہ بلکہ مسیح دجال علیہ اللعن والنکال، پہلے اس ادعائے کاذب کی نسبت سہارن پور سے سوال آیا تھا جس کا ایک مبسوط جواب ولد اعز فاضل نوجوان مولوی حامد رضا خاں محمد حفظہ اللہ تعالیٰ نے لکھا اور بنام تاریخی الصارم الربانی علیٰ اسراف القادیانی مسمی کیا، یہ رسالہ حامی سنن، ماحیٔ فتن، ندوہ شکن، ندوی فگن، مکرمنا قاضی عبد الوحید صاحب حنفی فردوسی صین عن الفتن نے اپنے رسالہ مبارکہ تحفۂ حنفیہ میں کہ عظیم آباد سے ماہوار شائع ہوتا ہے طبع فرما دیا۔'' (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۵/ ص ۵۷۵)

ردِ قادیانیت کتاب کی تصدیق

حضور حجۃ الاسلام نے رد قادیانیت پر کتاب کی تصدیق کے

ذریعہ بھی تحفظ ختم نبوت کا فریضہ انجام دیا، چناں چہ جب امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے رد پر معرکۃ الآرا تصنیف ''السوء والعقاب علی المسیح الکذاب''، لکھی ہے جو پہلی بار ماہ نامہ تحفہ حنفیہ پٹنہ جلد 8/ پرچہ 7/ رجب 1322ھ میں شائع ہوئی تو اس کی تصدیق حضور حجۃ الاسلام نے عربی زبان میں فرمائی، اس تصدیقی تحریر سے جہاں رد قادیانیت و تحفظ ختم نبوت کے لیے حضور حجۃ الاسلام کی جد و جہد واضح ہوتی ہے وہیں حجۃ الاسلام کی عربی زبان و ادب پر کمال مہارت کی جھلکیاں بھی محسوس کی جاسکتی ہیں، حضور حجۃ الاسلام کی تصدیق درج ذیل ہے، واضح رہے کہ امام اہل سنت کا مذکورہ رسالہ فتاویٰ رضویہ کی پندرہویں جلد میں شامل ہے لیکن یہ تصدیقی تحریر شامل نہیں :

''بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد الحمد لاهله والصلوة على اهلها لعمری لقد اجاد في ما اجاب و اطاب و اصاب فأوضح الصواب و ميز القشر عن اللباب و ازاح الارتياب قدمدم على المسيح الكذاب وصب عليه سوط عذاب فبهت الذي كفر ارتاب فانهزم الاحزاب وفرت الاذناب وحقت عليهم كلمة العقاب خالدين في النار و بئس المآب الا من تاب و أٰب و رجع و اناب فان المولى الوهاب تولىٰ على من تاب فعل هذا و يداه تحت الثياب و سيفه في الجراب فما كان عاقبة الذين ظلموا الا في تياب فلله در المجيب رزقه الله الزيادة وجميل الثواب والزلفى عنده و حسن مآب و ها ذالك حبر شامخ في الدين بحر بازخ مجدد المائة الحاضرة ذو الحجة القاهرة صاحب القوة القدسيه عالم اهل السنة السنية و الجماعة السنية السميدع العريف الغطمطم الغطريف و الدى و استأذى و ملجائي و ملاذي مولانا و مولى الكل حضرة احمد رضا خان البريلوى مد ظله العالي مدى الايام والليالي. و انا العبد الضعيف الاواه محمد ن المعروف محامد رضا كان له الله بجاه حبيبه الحامد المصطفى عليه افضل التحية والثنا۔''

(ماہ نامہ تحفہ حنفیہ، رجب 1322ھ، ص 4)

تحفظ ختم نبوت و رد قادیانیت سے متعلق مناظرہ میں شرکت

حضور حجۃ الاسلام نے تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت کی غرض سے قادیانیوں سے ہونے والے مناظرہ میں بھی شرکت فرمائی، اس کی کچھ تفصیل مؤرخ اہل سنت علامہ محمود احمد رفاقتی اپنی کتاب ''حیات حجۃ الاسلام'' میں یوں لکھتے ہیں :

''تفاصیل کا حال معلوم نہیں ہوسکا، 15/ جون تا 20/ جون 1909ء تک دربار رام پور میں علمائے اہل سنت اور قادیانیوں سے مناظرہ ہوا۔ والی ریاست نواب حامد علی خان خود میر مجلس و محفل تھے، والی ریاست بھی متبحر عالم اور منطق تھے۔ ان کی طرف سے شرکت کے لیے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ کے پاس بھی خصوصی دعوت نامہ بھیجا گیا تھا۔ اعلیٰ حضرت قبلہ نے اس موقع پر اپنے تلامذ و خلفا کو بھیجا اور حضرت اقدس حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کو اپنا قائم مقام بنا کر شرکت کی ہدایت کی، چناں چہ دیگر علما کو ساتھ لے کر حضرت اقدس حجۃ الاسلام نے محفل مناظرہ میں شرکت کی، ہفت روزہ دبدبۂ سکندری رام پور میں مناظرہ کی روداد شائع ہوئی، عجیب اتفاق ہے کہ دبدبۂ سکندری کے فائلوں کی ورق گردانی کے دوران فقیر کی نظر خطا کر گئی اور اصل مضمون نقل ہونے سے رہ گیا۔'' (حیات حجۃ الاسلام، ص 433-434)

کاش! کوئی محقق صاحب علم اس روداد تک رسائی حاصل کر کے دور حاضر کے تقاضوں کے مطابق اس پر کام کر کے اس روداد سے عوام و خواص کو مستفید ہونے کا موقع فراہم کرے۔

اشعار کے ذریعہ تحفظ ختم نبوت

حضور حجۃ الاسلام نے بھی نثر کے ساتھ ساتھ نظر میں بھی نبی کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے کے ذکر کے ذریعہ تحفظ ختم نبوت کی کوشش فرمائی، چند اشعار درج ذیل ہیں :

بقیہ ص ۳۷ پر

اسلاف و اخلاف

ص ۶ ؍ کا بقیہ..........

کا وقت ہو جاتا ہے تو آس پاس میں کہیں پاک وصاف جگہ دیکھ کر اپنی نماز پڑھ لیتا ہے، جس میں مشکل سے پانچ یا دس منٹ کا وقت لگتا ہے، اس کے لئے کسی دھوپ بتی یا کسی ہون کنڈ کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی جس سے کسی کو تکلیف ہو، وطن عزیز میں اس پر کبھی کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہوا لیکن جب سے بی جے پی حکومت میں آئی ہے دھارمک آستھا کے بھی عجب غضب رنگ دیکھنے کو مل رہے ہیں، کب کس بات پر شدت پسندوں کی آستھا آہت ہو جائے کچھ کہا نہیں جاسکتا، اب مسلمانوں کے نماز پڑھنے سے بھی ان کی دھارمک آستھا آہت ہونے لگی ہے اور دیش کی بہادر پولیس کبھی کبھار ٹرینوں اور اسٹیشنوں پر نماز پڑھنے والے مسلمانوں کے ساتھ کسی مجرم کی طرح پیش آتے ہوئے انھیں گرفتار کرنے میں دیر بھی نہیں لگاتی، یہاں تک کہ دہلی میں نماز پڑھتے مسلمانوں کو پولیس نے لاتوں سے مارا، لیکن وہیں بھجن کرتن کرنے والے ہندو اسے نظر ہی نہیں آتے، عام جگہوں کو تو چھوڑ یئے ہندو پلیٹوں، ٹرینوں اور بسوں میں بھی پورے تام جھام کے ساتھ زور شور سے بھجن کرتن کرتے نظر آرہے ہیں، اس سے کبھی کسی مسلمان کی آستھا آہت نہیں ہوئی، نہ ہی پولیس والوں نے ان میں سے کسی ایک کو کبھی گرفتار کیا، حدتو یہ ہے کہ اپنی دکان پر ٹوپی لگائے بیٹھے ایک مسلمان سے کسی ہندو خاتون کی ''دھارمک آستھا آہت'' ہو گئی، خیر یہ ہوئی کہ پولیس نے اسے گرفتار نہیں کیا۔

گائے کاٹ کر مسلمانوں کو پھنسانے کا نیا ٹرینڈ

گزشتہ دہائی میں گائے کا گوشت کھانے، گائے کاٹنے یا اس کی تسکری کرنے کے الزام میں مسلمانوں کو پیٹ پیٹ کر مار دینے کے واقعات کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں، اب ہندو دہشت گردوں نے گئوکشی کے نام پر مسلمانوں کو مارنے کاٹنے اور انھیں پھنسانے کا ایک نیا طریقہ ڈھونڈ لیا ہے، حالیہ برسوں میں اب تک کئی ایسے معاملے سامنے آچکے ہیں جن میں ہندوؤں نے خود ہی گائے کاٹی اور دنگا بھڑکانے کے لئے اس کا الزام مسلمانوں کے سر منڈھ دیا لیکن کچھ فرض شناس پولیس اہل کاروں کے سبب یہ ''دنگا جیوی'' اپنے ناپاک مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے، ابھی پانچ نومبر کا ہی واقعہ ہے، میرٹھ کے تگڑی گاؤں میں دنگا بھڑکانے کے لئے کچھ ''دنگا پسند'' ہندوؤں نے بیلوں کو کاٹ کر ہڈیوں اور گوشت کو کھیتوں میں بکھیر دیا تھا تا کہ یہ دیکھ کر ہندوؤں کا غصہ بھڑک اٹھے اور دنگا فساد کا ماحول بن جائے، بی جے پی اور ہندو سنگٹھنوں نے تو گئوونش کی ہتیا کرنے والے مسلمانوں کو گرفتار کرنے اور ان کے گھروں پر بلڈوزر چلانے کے لیے آسمان سر پہ اٹھا لیا تھا۔

چیکنگ کے دوران پولیس کو دیکھ کر تین بائیک سوار بھاگنے لگے، پیچھا کرنے پر انھوں نے پولیس پر فائرنگ کر دی، جواب میں پولیس نے بھی فائرنگ کی، جس سے ایک کے پیر میں گولی لگ گئی اور وہ پکڑا گیا، باقی دو بھاگنے میں کامیاب ہو گئے، گرفتار بائیک سوار نے انکشاف کیا کہ آکاش، گوپال اور آلوک نے ہی دو دن پہلے دنگا بھڑکانے کے لئے گئوونش کی ہتیا کی تھی، جیسے ہی اصل مجرم ہندوؤں کے نام سامنے آئے سب کی زبانوں پہ تالا لگ گیا، اب نہ گولی مارنے کی بات ہو رہی ہے، نہ ان کے گھروں پر بلڈوزر چلانے کی، گویا گائے کو اگر مسلمان کاٹیں تو "گئو ہتیا" ہے اور اگر ہندو کاٹیں تو وہ "گئو رکشا" ہے، واہ رہے گئو بھکتی ترے غضب رنگ ہیں، مسلمانوں کے ذریعہ کٹنے والی گائے کے لئے تو "گئو بھکتی" میں طوفان آجاتا ہے، مسلمانوں کو پیٹ پیٹ کر مار دیا جاتا ہے لیکن یہی گائے جب ہندو کاٹتے ہیں تو کسی کی بھی گئو بھکتی جوش نہیں مارتی، یہ دوغلی پالیسی اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ اصل میں ان کو کسی گائے سے کوئی آستھا واستھا نہیں، انھیں تو بس مسلمانوں کے خلاف اپنی نفرت وعداوت نکالنے کا کوئی بہانہ چاہیے اور گئو بھکتی سے بہتر بہانہ اور کیا ہو سکتا ہے۔

مسلمانوں کو بدنام کرنے کی نئی سازش

حالیہ چند سالوں سے یہ بھی دیکھنے میں آرہا ہے کہ جب بھی کوئی برا کام عمل میں آتی ہے فوراً بلا سوچے سمجھے اسے مسلمانوں سے منسوب کر دیا جاتا ہے، کچھ دنوں پہلے ایک سادھو بھیک مانگتا دکھا، نام پوچھنے پر ''سلمن'' بتایا، پھر کیا تھا ''سلمن'' کو ''سلمان'' بنا کر مسلمانوں کو ٹارگیٹ کیا جانے لگا، یہاں تک کہ بی جے پی

نیتا سدھانشو دویدی نے بھی ''سلمن'' سنتے ہی مسلمانوں کو ٹارگیٹ کرتے ہوئے ٹویٹ کردیا، جیسا کہ سچائی جانے بغیر لفظ ''مسلمان'' میں استعمال ہونے والا "میم" سنتے ہی بی جے پی آئی ٹی برگیڈ کی پروپیگنڈہ ٹرین اتنی تیز دوڑنے لگتی ہے کہ حقیقت سامنے آتے آتے ان کے اچھے خاصے نمبر بڑھ جاتے ہیں، تب تک نہ معلوم کتنے بے قصور مسلمانوں کو یہ پروپیگنڈہ ٹرین کچل چکی ہوتی ہے، چونکہ اس سازش کے شکار مسلمان ہوتے ہیں، اس لئے آئی ٹی سیل کو اپنی بات واپس لینے یا معافی مانگنے کی بھی ضرورت نہیں پڑتی۔

مہینہ بھر پہلے کا ایک واقعہ ہے جس میں غازی آباد یوپی کے ایک گھر میں کام کرنے والی ہندو نوکرانی اپنے پیشاب سے آٹا گوندھتی اور اپنے مالکوں کو اس کی روٹی بنا کر کھلاتی تھی، جب کسی طرح یہ معاملہ سامنے آیا تو میڈیا والوں نے اس خبر کے ساتھ ایک حجاب والی عورت کی تصویر لگائی تاکہ تصویر دیکھ کر ہی لوگوں کے ذہن میں مسلمان کی شبیہ بیٹھ جائے اور مسلمانوں کے خلاف زہر اگلنے والوں کو ایک اور ''کام'' مل جائے۔

رہی بات بھیس بدل کر بھیک مانگنے کی تو اس میں ہندو مسلم سبھی ملوث ہیں، جس کو جس طریقے سے بھیک ملتی ہے وہ اس طریقے کو اپنا کر کام پہ لگ جاتا ہے، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بھیک مانگنے والا اگر مسلمان ہے تو وہ ''بھیک جہاد'' کر رہا ہے، ہر سال رمضان کے مہینے میں ایسے سیکڑوں معاملے دیکھنے کو ملتے ہیں جن میں داڑھی ٹوپی کرتا پہن کر ہندو بھیک مانگتے نظر آتے ہیں، انھیں تو کوئی مسلمان ٹارگیٹ نہیں کرتا، اب تو لفظ ''جہاد'' کو ہندوؤں نے اپنے سینے میں ایسے بسالیا ہے کہ اگر مسلمان پڑھائی کرنے لگے تو ''ایجوکیشن جہاد'' کاروبار کرنے لگے تو ''بزنس جہاد'' اگر قسمت سے دوچار مسلمان آئی ایس یا پی سی ایس بن گئے تو ''یوپی ایس سی جہاد'' کا نام دے دیتے ہیں یعنی ہندوستان میں اب ایسی خطرناک ذہنیت بن گئی ہے کہ اگر مسلمانوں کے پاس کچھ ہے وہ تو ''بم'' ہے اور مسلمان جو کچھ بھی کرتا ہے وہ ''جہاد'' ہے۔

دراز ہوتا گستاخیوں کا سلسلہ

جب سے بی جے پی برسر اقتدار ہوئی ہے پیغمبر اسلام کی شان میں گستاخیوں کا سلسلہ دراز ہوگیا ہے، پہلے نپور شرما نے گستاخی کی، مسلمانوں نے احتجاج کیا لیکن اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی، پھر نرسمہانند نے گستاخی کی، مسلمانوں نے احتجاج کیا مگر اس پر کوئی کارروائی نہیں ہوئی، اس کے بعد رام دیوگیری نے گستاخی کی، مسلمانوں نے اس کے خلاف بھی کارروائی کی مانگ کی مگر اس پر بھی حکومت نے کچھ نہیں کیا اور اب ایک بار پھر نرسمہانند نے پیغمبر اسلام کی توہین کی ہے، جس نے مسلمانوں کا دل چھلنی چھلنی کردیا ہے، اگر حکومت نے پہلے ہی اپنی ذمہ داری نبھاتے ہوئے نپور شرما کو گرفتار کرلیا ہوتا اور اسے اس گستاخی کی قرار واقعی سزا مل گئی ہوتی تو پھر کسی سر پھرے کی یہ ہمت نہیں ہوتی کہ وہ پیغمبر اسلام کی شان میں گستاخی کی جسارت کرتا۔

کیا قانون کا سارا پاٹھ صرف مسلمانوں کو ہی پڑھایا جائے گا، بے لگام بھونکنے والے ان گستاخوں کے لیے کوئی قانون نہیں ہے؟ لگاتار ہو رہی پیغمبر اسلام کی شان میں گستاخیوں پر حکومتوں کی مجرمانہ خاموشی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ سب کچھ حکومتوں کی پشت پناہی میں ہو رہا ہے، تاکہ مسلمان سڑکوں پر اتریں اور حکومتیں ان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑیں، ان کے گھروں پر بلڈوزر چلائیں اور انھیں جیل کی کال کوٹھری میں ڈالیں، گستاخیوں کے خلاف مسلمانوں کے غم وغصہ کو نظر انداز کرتے ہوئے گستاخوں کو بے لگام چھوڑ دینا انھیں شہ دینا نہیں تو اور کیا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ آئے دن گستاخیوں اور گستاخوں کی تعداد بڑھتی جارہی ہے۔

آج حالت یہ ہوگئی ہے کہ گلی کا ہر غنڈہ جسے کسی دھرم کی اے بی سی ڈی بھی نہیں معلوم! وہ اسلام جیسے پاکیزہ مذہب اور پیغمبر اسلام کی شان اقدس میں بدزبانی کرتا نظر آرہا ہے، کوئی پولیس کے سامنے دو لاکھ مسلمانوں کی گردنیں کاٹنے کی بات کرتا دکھائی دیتا ہے تو کوئی ساری مسجدوں کو خاک میں ملانے کی دھمکی دیتا ہے، لیکن مجال ہے کہ حکومتیں ان گستاخوں پر کوئی کارروائی کریں، البتہ ان گستاخوں پر کارروائی کی مانگ کرنے والے ہزاروں مسلمانوں کو جھوٹے الزام لگا کر جیل کی سلاخوں کے پیچھے ضرور ڈالا جاچکا ہے، کتنوں کے گھروں کو بلڈوزر کیا جاچکا ہے، کتنی مسلم بستیوں کو

تاراج کیا جا چکا ہے اور جن لوگوں کے سبب یہ سب کچھ ہوا وہ آج بھی کھلے سانڈھ کی طرح دندناتے پھر رہے ہیں۔

ان سارے معاملوں میں حکومتوں اور پولیس انتظامیہ کا جو دوغلا رویہ ہے وہ ملک کے کسی بھی انصاف پسند انسان سے پوشیدہ نہیں ہے، پولیس یک طرفہ مسلمانوں پر کارروائی کرتی ہے، ابھی حال ہی میں بہرائچ کے معاملے کو ہی دیکھ لیں، جلوس کے دوران پولیس کے سامنے ایک ہندو دہشت گرد کسی مسلمان کے مکان پر چڑھ جاتا ہے، مکان کی ریلنگ توڑ کر مذہبی جھنڈا اکھاڑ پھینکتا ہے اور اس جگہ بھگوا جھنڈا لگا کر JSR کے نعرہ لگاتا ہے، بھیڑ اس کا حوصلہ بڑھاتی ہے، جس سے جوش میں آکر لڑکا گھر کے اندر گھس جاتا ہے جہاں کوئی اس کا مرڈر کر دیتا ہے، جس کا الزام اس گھر کے دو نوجوانوں پر لگایا گیا، اس کے بعد مسلم دشمنی کا وہ ننگا ناچ ہوا جس نے ہر انصاف پسند انسان کو ہلا کر رکھ دیا، پولیس کی موجودگی میں شَویاترا نکالی گئی، ہندو دہشت گردوں نے پولیس کی دیکھ ریکھ میں سیکڑوں مسلمانوں کے گھروں کو آگ لگا دی، زیورات اور نقدی لوٹ لئے، مسلمانوں کو بری طرح مارا پیٹا، عورتوں اور بچوں کو بھی نہیں بخشا، ادھر گوپال مشرا مرڈر کے ملزمان کو پولیس نے پاؤں میں گولی مار کر گرفتار کر لیا، دیگر بے قصور مسلمانوں کے گھروں پر تین دن میں بلڈوزر کرنے کا نوٹس بھی چسپاں کر دیا، وہ تو بھلا ہو سپریم کورٹ کا جس نے بروقت ایسی تاناشاہی پر روک لگا دی ورنہ مسلمان مال و دولت کے ساتھ اپنے گھر بار سے بھی محروم ہو جاتے۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ پولیس کی موجودگی میں ایک دنگائی کسی مسلمان کی چھت پر چڑھتا ہے اور اسلامی جھنڈا ہٹا کر بھگوا جھنڈا لہراتا ہے اور پولیس نے اسے روکا تک نہیں، دوسرے دن شَویاترا کے دوران دنگائیوں نے پولیس کے سامنے ہی مسلمانوں کے گھروں، دکانوں، اسپتالوں اور گاڑیوں کو آگ کے حوالہ کیا اور پولیس ہاتھ پہ مہندی لگائے اور منہ میں دہی جمائے تماشا دیکھتی رہی، کیا ان دنگائیوں کو روکنا پولیس کی ذمہ داری نہیں تھی؟ یا وہاں پولیس صرف اس کام کے لئے ہی تھی کہ مسلمانوں کے گھروں کو آگ لگانے والے دنگائیوں کے کام میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو، دنگے کے بعد دنگائیوں کے ذریعہ ہونے والے انکشافات نے پولیس کی پول کھول کے رکھ دی ہے۔

یہ وہی پولیس ہے جس نے ہاتھرس میں ہندو ریتی رواجوں کو لات مار کر رات ہی میں ریپ کی شکار بچی کی لاش جلا دی اور بہانہ یہ کیا کہ "جن آکروش" بھڑکنے کے ڈر سے ایسا کیا گیا، جب کہ ایسا صرف پولیس کا ماننا تھا حقیقت میں ایسا کچھ بھی نہ تھا، لیکن بہرائچ میں دنگا بھڑکنے کا تو سو فی صد امکان تھا پھر بھی پولیس نے پانچ کلومیٹر تک نہ صرف شَویاترا نکالی بلکہ دنگائیوں کو دنگا بھڑکانے کا پورا پورا موقع دیا اور مسلم گھروں کو آگ لگاتے دیکھتی رہی، یہاں مسلمانوں کے گھروں میں آگ لگانے والے کسی بھی دنگائی کو نہ گرفتار کیا گیا، نہ کسی کے گھر پر بلڈوزر چلا، جبکہ مسلمان کے گھر پر بھگوا جھنڈا ابھی لہرا گیا، گوپال کے قتل کے ملزم مسلمانوں کو مار بھی دیا گیا، پھر عام مسلمانوں کے گھروں کو آگ بھی لگا دی گئی اور کئی گھروں پر انھیں بلڈوزر کرنے کا نوٹس بھی لگا دیا گیا، ان سب میں کیا کسی مسلمان کے گھر پر بھگوا جھنڈا لہرانے والوں اور اس کے لیے اکسانے والوں کا کوئی قصور نہیں؟ پولیس کو جوتی کی نوک پہ رکھتے ہوئے مسلمانوں کے گھروں میں آگ لگانے والے دہشت گردوں کا کوئی جرم نہیں؟ سارے قاعدے قانون کو بالائے طاق رکھ کر صرف مسلمانوں کو ہی مورد الزام ٹھہرانا اور ان پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑنا تاناشاہی نہیں تو اور کیا ہے؟

ملک میں ہونے والے اس طرح کے زیادہ تر حادثات میں ایک طرفہ مسلمانوں پر ہی کارروائی کیوں؟ کیا قانون صرف مسلمانوں ہی کے لئے ہے؟ کیا ہندو دنگائیوں پر کوئی قانون نافذ نہیں ہوتا؟ حکومتوں کی اسی دورنگی پالیسی کا نتیجہ ہے کہ آئے دن اسلام اور پیغمبر اسلام پر انگلی اٹھانے والوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے، مسجدوں اور مزاروں پر بھگوا جھنڈا لہرانے والوں میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے، ہندو جلسے جلوس میں مسلمانوں کو مارنے کاٹنے والے گانوں اور اشتعال انگیز نعروں کا ٹرینڈ بنتا جا رہا ہے اور حکومت کو خوش کر اپنے نمبر بڑھانے کے لئے پولیس کا ایک طرفہ مسلمانوں پر کارروائی کرنا قانون بنتا جا رہا ہے، جو ملک میں بڑھتی لاقانونیت کو ظاہر کرتا ہے۔

حکومت کی اسی ''پراسرار'' پالیسی کے سبب آج ہندوستان میں مسلمانوں سے نفرت وعداوت کا کاروبار اس قدر پھل پھول رہا ہے کہ چھوٹے بڑے سب اپنے اس کاروبار کو چمکانے میں دل و جان سے لگے ہوئے ہیں، اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ دوسرے کاروبار کی طرح اس کے لئے نہ کوئی رول ریگولیشن ہے، نہ اس میں کسی طرح کا کوئی انویسمنٹ درکار ہے اور نا ہی کسی کوالیفی کیشن کی ضرورت، بس بھگوا دھار کر منہ کھولو اور جتنی زہریلی سڑاندھ نکال سکتے ہو نکال دو، یعنی ہر لگے نہ پھٹکری اور رنگ بھی آئے چوکھا۔

چونکہ ہندوستان میں نفرت وعداوت اور ایک مخصوص مذہب کے خلاف زہر افشانی ایک کاروبار کی شکل اختیار کر گئی ہے، اس لئے اب اس کا دائرہ بھی وسیع ہوتا جا رہا ہے، کل تک صرف اسلام اور مسلمان ہی نشانے پر تھے لیکن اب دلتوں سے ہوتے ہوئے عیسائیوں کا بھی نمبر آ گیا ہے، چرچوں پر حملے اور ننوں کے ساتھ ریپ جیسے کئی واقعات اس کے شاہد ہیں اور اب اس کی آنچ سکھوں کو بھی اپنے لپیٹے میں لے رہی ہے، ابھی حال ہی میں ایک معاملہ سامنے آیا ہے جس میں انکور شرما نامی ایک ہندو لڑکا پنجابی کا بھیس دھار کر کسی پنجابی لڑکی کو پیار کے جال پھانسنے کی کوشش کر رہا تھا، جسے نہگنوں نے پکڑ لیا اور اس کی خوب سیوا پانی کی، جس طرح مسلم لڑکیوں کو محبت کے جال میں پھانس کر بھگانے والوں کو لاکھوں روپئے انعام کے طور پر دینے کا پروگرام چلاتے ہیں اور مسلمانوں پر ''لو جہاد'' کا الزام لگاتے ہیں جبکہ خود ہی ''لو ٹریپ'' کا کھیل کھیلتے ہیں، ہوسکتا ہے وہ دوسرے مذاہب اور ان کی لڑکیوں کے ساتھ بھی ایسا کرتے ہوں، یہ واقعات بتا رہے ہیں کہ مستقبل میں ہمارے سامنے کیسا ''ہندوستان'' آنے والا ہے۔

◆◆◆

نفرت کا بھنڈارا

از: مولانا غلام مصطفےٰ نعیمی، روشن مستقبل دہلی

ہندو سماج کا بھنڈارا چل رہا ہے، لائن میں لگے لوگ اپنی اپنی باری پر کھانا لے رہے ہیں۔ اسی لائن میں منہ پر دوپٹہ لپیٹے ایک عورت بھی کھڑی ہے۔ اسے دیکھتے ہی کھانا بانٹنے والا بڑی حقارت اور تلخ لہجے میں کہتا ہے؛" کھانا لینا ہے تو جے شری رام کہنا ہوگا" عورت نعرہ لگانے سے انکار کرتی ہے، جس پر دونوں میں خوب بحث ہوتی ہے۔ ایک یوٹیوبر نے اسے ریکارڈ کیا، ویڈیو وائرل ہوگیا، جو پبلک ڈومین میں ہے۔ تھانے والے آفیشلی شکایت کے انتظار میں بیٹھے ہیں، عورت کے چہرے پر دوپٹے کا نقاب دیکھ کر بھنڈارے والے کو وہ عورت مسلمان محسوس ہوئی اس لیے اس کی نفرت باہر نکل آئی، عورت بھی اعصاب کی مضبوط نکلی بحث بھی کی، کھانا بھی چھوڑ دیا لیکن نعرہ نہیں لگایا، اس سے ہمیں بھی ایسا ہی محسوس ہوتا ہے شاید وہ خاتون مسلمان ہی ہوگی۔

دو کردار دو نظریے

مذکورہ واقعے میں دو کردار ہیں ایک بھنڈارے والا، دوسرا نقاب پوش عورت کا، بھنڈارے والا تقریباً ساٹھ پینسٹھ سال کا بوڑھا تھا جب کہ خاتون تیس پینتیس سال کی محسوس ہو رہی تھی، دونوں کرداروں کا جائزہ لیا جائے تو یہ باتیں سامنے آتی ہیں:

ہندو بوڑھا نہایت متشدد اور بدتمیز محسوس ہوا۔ اس نے اپنی عمر اور بھنڈارے کا مقصد، کسی کا لحاظ نہیں کیا۔ بھنداڑے/لنگر کا بنیادی مقصد ضرورت مندوں کو کھلانا پلانا ہے۔ کھانے والے کا مذہب پوچھا جاتا ہے نہ علاقہ! ہماری خانقاہوں میں بھی روزانہ ہزاروں انسان کھانا کھاتے ہیں، جن میں مسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں کی بھی اچھی خاصی تعداد ہوتی ہے، سِکھوں کے گرودُواروں میں بھی ہزاروں لوگ لنگر کھاتے ہیں کبھی بھی کسی خانقاہ یا گرودوارے میں اللہ اکبر یا گرونانک کے نعرے نہیں لگوائے جاتے، مگر اس وقت ہندو سماج کے ایک بڑے حصے میں دوسرے مذاہب خصوصاً اسلام سے اس قدر نفرت بھر دی گئی ہے کہ آٹھ سال کا بچہ ہو یا ساٹھ سال کا بوڑھا، کوئی بھی نفرت دکھانے کا موقع نہیں چوکتا۔

اس بوڑھے کی بدتمیزی اور مذہبی نعرہ لگوانے کی ضد صاف بتا رہی تھی کہ اس کا مقصد کھانا کھلانا نہیں اپنے دھرم کی دھونس جمانا تھا اسی لیے اس کا انداز بڑا گھٹیا اور گالی گلوچ والا تھا جو اس کی سوچ اور خاندانی تہذیب کا پتا دے رہا تھا۔ عورت کا لائن میں لگنا اس بات کا ثبوت ہے کہ اسے کھانے کی ضرورت تھی۔ اسے لائن میں

نہیں لگنا چاہیے تھا مگر کئی بار مجبوریاں خودداری کو دبالیا کرتی ہیں مگر پھر بھی اس خاتون کی ہمت اور فکری پختگی کی داد دینا ہوگی کہ جب کھانے کے بدلے اس کا عقیدہ پامال کرنے کی کوشش ہوئی تو عورت کی غیرت بیدار ہوگئی اور اس نے نہایت بہادری کے ساتھ نفرتی بوڑھے کو آڑے ہاتھوں لیا اور کفر کی بنیاد پر ملنے والے کھانے کو ٹھکرا کر غیرت و خودداری کا ثبوت دیا۔

یہ ویڈیو دیکھ کر میری نگاہ میں کئی ایسے لیڈی اسپتال گھوم گئے جہاں مذہب کی بنیاد پر مسلمان عورتوں کو ذلیل کیا جاتا ہے، کتنے ہی چیرٹی اداروں کے حادثات یاد آ گئے جہاں مسلم خواتین کی مجبوریوں کا فائدہ اٹھانے کی کوششیں کی جاتی ہیں، کتنی ہی تنظیموں کا کردار یاد آ گیا جو معمولی سی مدد کی آڑ میں عورتوں کی عزت سے کھلواڑ کرتی ہیں۔ کتنے ہی دانی، گیانی یاد آ گئے جو سماج سیوا کی آڑ میں نفرت پھیلاتے ہیں۔ مگر میں یہ سب کیوں سوچ رہا ہوں؟ مسلم عورتیں بھنڈارے کی لائن میں کیوں کھڑی ہیں، اس سے کسی کو کیا سروکار؟ بیمار عورتوں کے ساتھ اسپتالوں میں ہونے والی بدتمیزیوں سے کسی کو کیا دقت ہے؟ معمولی سے قرض کے بدلے مسلم خواتین کی آبرو کے پامال ہونے سے کسی کو کیا پریشانی ہو رہی ہے؟ اس لیے باہر نکلنے والی نقاب پوش خواتین ہوں یا گھر میں رہنے والی باحجاب خواتین، دونوں ایسے ہی سرعام ذلیل کی جاتی رہیں گی اور ہم لوگ اپنی اسی بے ڈھنگی چال میں مست رہیں گے۔ ؎

نہ ہو احساس تو سارا جہاں ہے بے حس و مردہ
گداز دل ہو تو دُکھتی رگیں ملتی ہیں پتھر میں

26 ربیع الثانی 1446ھ 30 اکتوبر 2024 بروز بدھ

ص ۵۳ کا بقیہ........

جس پر پڑا ہے سیدِ عالم کا پائے ناز
ذرہ بھی اس زمین کا رشکِ گہر ہوا
وابستگی سے ان کی یہ برکت تو دیکھئے
جو خود نہیں تھا راہ پہ وہ راہبر ہوا
رنج والم سے جب بھی پریشاں ہوا سعیدؔ
روشن نبی کی یاد سے اس دل کا گھر ہوا

ص ۵۴ کا بقیہ........

حضرت مولانا محبوب گوہر صاحب علمائے عباقر کے مؤدب ہیں اپنے اصاغر کے ساتھ ان کی شفقت بھی ان کی شخصیت کا طرہ ہے اور ان کی شخصیت کے نکھار میں سب سے زیادہ دخل بہار، یوپی و بنگال اور ملک بھر کے معتبر اور قدیم خانقاہوں میں ان کی بے پناہ مقبولیت ہے۔ بزرگوں کے فیض کے ساتھ فیض رضا کا دخل ان کی زندگی کا اہم حصہ ہے اسی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں فی الوقت نقابت کی وہ صلاحیت عطا فرمائی ہے جو ملک کے بیشتر جوان نقبا میں نہیں پائی جاتی، موصوف کا راقم الحروف سے برسوں کا پرانا تعلق ہے اور بڑے انکسار کے ساتھ تواضع کے ساتھ ہمارے ساتھ ان کی گفتگو شنید اور گہرے روابط بھی ہے۔

مقام خوشی ہے کہ ایم ایچ اے پی یونیورسٹی پٹنہ کے پی ایچ ڈی داخلہ امتحان میں مولانا موصوف نے کامیابی حاصل کی ہے، اس عمر میں اتنی کامیابی ملنے کے باوجود بھی کامیابی کی ایک نئی سیڑھی چڑھنے کے لیے ایک نیا جوش و جذبہ ان کے اندر موجود ہے کہ عام طور پر اس عمر میں اتنی مقبولیت ملنے کے بعد کسی کو نیا زینہ چڑھنے کا شوق نہیں رہتا ہے لیکن واقعی یہ ان لوگوں میں ہے جو بلندیوں پر بلندیاں حاصل کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں اور امید ہے کہ یہ ڈگری بھی بحسن خوبی یہ مکمل کریں گے اور ان کے ساتھ جہاں شاعر ونقیب مولانا جیسی صفات متصف کیے جاتے ہیں، اب ان صفات کے ساتھ ڈاکٹر کا بھی اضافہ ہوگا۔

خانقاہ تیغیہ اخلاقیہ کھرساہا شریف اور دارالعلوم ملت اسلامیہ تیغیہ سمرا مظفر پور کے تمام احباب ارکان کی طرف سے ہم ان کو تہ دل سے مبارکباد پیش کرتے ہیں دعا کرتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں مستقبل میں ان کی زبان سے مسلک و مذہب کی مزید حفاظت وصیانت فرمائے اور ان کے مقبولیت میں بے پناہ اضافہ فرمائے، آمین۔

محمد احمد رضا اخلاقی القادری
زیب سجادہ خانقاہ قادریہ تیغیہ اخلاقیہ
وصدر اعلیٰ دارالعلوم ملت اسلامیہ تیغیہ مظفر پور بہار

کر رقم نعت شہ جن و بشر پوری طرح

(از: مولانا طفیل احمد مصباحی، نوادہ بہار

بعد حمدِ خالق ہر خشک و تر پوری طرح
کر رقم نعتِ شہِ جن و بشر پوری طرح

کر دو ہستی کو فنا عشقِ شہِ ابرار میں
زندگی ہوگی تمہاری معتبر پوری طرح

حفظِ ناموسِ رسالت دین کی پہچان ہے
اس پہ کر دو تم فدا جان و جگر پوری طرح

مصطفیٰ جانِ دو عالم کے رخِ پُر نور سے
اکتسابِ فیض کرتا ہے قمر پوری طرح

رب نے بخشا ہے محمد کو یہ اعجازِ رفیع
رکھتے ہیں احوالِ امت کی خبر پوری طرح

جب اٹھی انگشتِ نازِ مصطفیٰ سوئے فلک
ہو گیا پھر دفعتاً "شقِّ قمر" پوری طرح

بقیہ ص۲۹ ر پر

دنیا میں جب خدا کا نبی جلوہ گر ہوا

(از: مولانا نور سعید مرکزی، دار العلوم انوار رضا نوساری

سر اونچا خیر کا ہوا پژمردہ شر ہوا
دنیا میں جب خدا کا نبی جلوہ گر ہوا

ان کے وجود سے ہے خزاں بن گئی بہار
گلشن میں آئی تازگی، پیدا ثمر ہوا

آیا کبھی نہ دہر میں ہے ایسا انقلاب
گم گشتۂ جہان بھی اب دیدہ ور ہوا

بھینی سُہانی چلنے لگی ہر طرف ہوا
تاریکی دور ہو گئی، وقتِ سحر ہوا

خفتہ نصیب ہو گیا بیدار بالیقیں
دائی حلیمہ آپ کا آساں سفر ہوا

انگشت مصطفیٰ کا اشارہ جو مل گیا
خورشید پلٹا اور دو پارہ قمر ہوا

بقیہ ص ۵۲ ر پر

عشق و عرفان کے دریاؤں میں ڈوبے شاعر

(از: محمد فرقان فیضی، امام احمد رضا لائبریری، سرلاہی نیپال

پہلے آداب کی گہرائی میں اترے شاعر
نعت پھر نعتیہ انداز میں لکھے شاعر

خدمت نعت میں مصروف رہا کرتے ہیں
عشق و عرفان کے دریاؤں میں ڈوبے شاعر

دل سے جو پڑھتے ہیں سرکار بریلی کا کلام
ایک دن خود بھی وہ بن جاتے ہیں اچھے شاعر

مادر علمی تری گود کے پالے ہوئے ہیں
فخر اس بات پہ کرتے ہیں ہم ایسے شاعر

مصرع نعت پہ جو مشق سخن کرتے ہیں
ہو ہی جاتے ہیں کسی روز وہ اچھے شاعر

نعت لکھنے کی وہ توفیق خدا سے مانگیں
نعت جو کہہ نہیں پاتے ہیں غزل کے شاعر

بقیہ ص ۳۷ ر پر

مسلک اعلیٰ حضرت کا گلشن، پھولتا اور پھلتا رہے گا

(از: شکیل اثر نورانی، بریلی شریف

مسلک اعلیٰ حضرت کا گلشن، پھولتا اور پھلتا رہے گا
اس پہ چھائی رہیں گی بہاریں، اس کا ہر گل مہکتا رہے گا

یہ ہوائے حدائق بخشش، باغ طیبہ سے آتی رہے گی
نور الدولۃ المکیہ سے، زور ظلمات گھٹتا رہے گا

یہ عطائیں تو بغداد کی ہیں، ان میں برکات مارہروی ہیں
ہے حسین و حسن کا یہ صدقہ، روز افزوں یہ بڑھتا رہے گا

زندگی مسکراتی رہے گی، نغمہ نعت گاتی رہے گی
دور صہبائے عشق نبی کا، اہل سنت میں چلتا رہے گا

سنیوں کی ہے تقدیر روشن، دل بھی روشن ہیں چہرے بھی روشن
ہے منافق اندھیروں کا خوگر، ظلمتوں میں بھٹکتا رہے گا

اہل سنت کا یہ قافلہ ہے، اس کی منزل در مصطفےٰ ہے
رحمت و نور کی بارشوں میں، سوئے منزل یہ بڑھتا رہے گا

بقیہ ص ۳۷ ر پر

منظومات

خدا کے بندۂ حامد شہ حامد رضا تم ہو

از: مولانا محمد اشرف رضا قادری، سہ ماہی امین شریعت

خدا کے بندۂ حامد شہِ حامد رضا تم ہو
نبی کی عظمت و ناموس پر دل سے فدا تم ہو

اٹھایا دین کی خدمت کا پرچم اپنے ہاتھوں میں
معین و خادمِ دینِ محمد مصطفیٰ تم ہو

ہر اک فن میں امامت کا تمہیں درجہ رہا حاصل
معارف کے فلک کا مہر و ماہِ پُرضیا تم ہو

''فتاویٰ حامدی'' پڑھ کر یہی محسوس ہوتا ہے
رضا کے علم و حکمت کا مکمل آئینہ تم ہو

سجا ہے ''حجۃ الاسلام'' کا سہرا تمہارے سر
ہمارے راہبر تم ہو، ہمارے رہنما تم ہو

قیادت قوم و ملت کی بصد اخلاص فرمائی
گروہِ اہلِ سنت کے نقیب و پیشوا تم ہو

تمہیں فنِ خطابت میں بھی ملکہ خوب حاصل تھا
خطیب اعظمِ ہندوستاں حامد رضا تم ہو

نبی کے عشق نے تم کو حیاتِ جاوداں بخشی
روا ہے گر کہے اشرف ''بقا بعدِ فنا'' تم ہو

موقوفہ جائیداد میں حکومت کی مداخلت برداشت نہیں

ڈاکٹر حسن رضا خاں، پی ایچ ڈی پٹنہ

مظفر پور (پریس ریلیز) سرزمین محمد پور مبارک، پوسٹ پرشوتم پور، تھانہ منیاری، ضلع مظفر پور بہار میں جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقع سے ''جشن آمد رسول'' کا انعقاد کیا گیا، جس کی سرپرستی خلیفہ حضور تاج الشریعہ حضرت مفتی محمد قمر الزماں مصباحی ادارہ لوح قلم سعد پورہ مظفر پور، صدارت تلمیذ حضور تاج الشریعہ حضرت مفتی محمد آل مصطفی رضوی مرکزی مظفر پوری نے فرمائی۔

مصلح قوم و ملت حضرت مولانا سلیم الزماں رضوی کمہاروی نے اپنے خطاب میں کہا کہ آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کا صدقہ ہے کہ پوری دنیا میں علم کا اُجالا پھیلا، جہالت کی تاریکی دور ہوئی اور سارا عالم نور سے جگمگا اٹھا، مفتی محمد آل مصطفی رضوی مرکزی نے اپنے خطاب میں کہا کہ دنیا میں کردار کی پاکیزگی، اخلاق کی خوشبو اور انصاف کی ضیائیں جو پھیلی ہوئی ہیں وہ سب میرے نبی کے قدموں کی برکت ہے۔ خطیب باوقار حضرت مولانا غلام جیلانی جامعی نے اپنی تقریر میں کہا کہ میرے آقا پوری دنیا کے لئے رحمت تمام بن کر آئے۔

اسلامک اسکالر شہنشاہ خطابت حضرت مولانا غلام غوث صاحب قبلہ سیوان نے اپنے خطاب میں کہا کہ سارے رسل معجزہ لے کر آئے اور ہمارے نبی سراپا معجزہ بن کر آئے مسکرا دیں تو اندھیروں میں اُجالا پیدا ہو جائے اور اشارہ کر دیں تو حضرت حلیمہ کی جھونپڑی پر محلوں کا شباب آجائے۔

حضرت مفتی محمد قمر الزماں رضوی مصباحی مظفر پوری نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ انسانیت سسک رہی تھی، اخلاقی زوال، بدکرداری اور ہر طرف ظلم و ستم کا بازار گرم تھا مگر بقیہ ص ۷۳ / پر

گوہر اسلام پوری پی ایچ ڈی کے لئے سلیکٹ

ضلع ستامڑھی کی مشہور بستی اسلام پور سے تعلق رکھنے والے مشہور ادیب قادر الکلام شاعر حضرت مولانا محبوب گوہر صاحب اپنی سلیس زبان اور ماہرانہ نقابت کی وجہ سے اب محتاج تعارف نہیں ہیں، ملک بھر میں ان کی سلاست والی زبان کا چرچہ ہے، بہار و بنگال ہو یا جنوبی ہند کا علاقہ ہر طرف ان کی ذات سے مسلک رضا کی بڑی حمایت ملی ہے، آپ ایک اچھے عالم دین اور بہتر نقیب ہونے کے ساتھ ساتھ نامور مصنف بھی ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی نابغہ روزگار مجدد اعظم جیسی شخصیت کو اور ان کی پہاڑ جیسی خدمات کو بڑے سنہرے انداز میں منظوم کے طور پر پیش کرنے والے ہندوستان کی یہ پہلی شخصیت ہیں، امام اہل سنت کی طویل ترین سیرت و سوانح کو انہوں نے منظوم کی شکل میں پیش کر کے اپنے نام ایک تاریخی کارنامہ متعین کر لیا ہے۔ بقیہ ص ۵۲ / پر

सुन्नी दुनिया में इश्तिहार देकर अपने कारोबार और इदारे को फ़रोग़ दें

Monthly Package Four Colour महाना पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	کوارٹر پیج Quarter Page	ہاف پیج Half Page	فل پیج Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	8000/-	10000/-	15000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	6000/-	8000/-	12000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	4000/-	6000/-	10000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Quarterly Package Four Colour तिमाही पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	Quarter Page	Half Page	Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	20000/-	25000/-	35000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	15000/-	20000/-	30000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	10000/-	15000/-	25000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Half Yearly Package Four Colour छमाही पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	Quarter Page	Half Page	Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	30000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	20000/-	35000/-	50000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	15000/-	25000/-	40000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Yearly Package Four Colour सालाना पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	Quarter Page	Half Page	Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	50000/-	70000/-	100000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	35000/-	60000/-	80000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	25000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Black & White Package any in side Magzine ब्लैक एण्ड व्हाईट पैकेज रिसाला में कहीं भी

S. No.	Adv. Space	Quarter Page	Half Page	Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Monthly	1500/-	3000/-	5000/-	ماہانہ	۱
2	Quarterly	4000/-	8000/-	12000/-	سہ ماہی	۲
3	Half Yearly	7000/-	12000/-	16000/-	ششماہی	۳
4	Yearly	10000/-	16000/-	20000/-	سالانہ	۴

नोटः–

1 तीन महीने का मतलब कोई भी तीन महीने, इसी तरह 6 या 12 महीने का मतलब कोई भी 6 या 12 महीने।

2 वक़्त और हालात के पेशे नज़र इश्तिहार की इबाअत मुक़ददम व मुवख़्ख़र भी हो सकती है।

3 पूरे इश्तिहार की रक़म एक मुश्त पेशगी जमा करनी होगी।

Contact: 82 Saudagaran, Dargah Aalahazrat, Bareilly Sharif (U.P.), Pin - 243003, Mob. 9411090486
Account Details: Asjad Raza Khan, SBI A/c No. 10592358910, IFSC Code: SBIN0000597

RNI No. UPMUL/2017/71926
Postal Regd. No. UP/BR-34/2023-25

NOVEMBER-2024
PAGES 94 WITH COVER

PER COPY : ₹ 30.00
PER YEAR : ₹ 350.00

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Bara Bazar, Bareilly
Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Sharif (U.P.) PIN : 243003, Editor Asjad Raza Khan